عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختمِ نبوّۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

فیضانِ نبوّت

شمارہ: ۱۰	۱۹ تا ۲۶ ر جمادی الثانی ۱۴۳۹ھ مطابق ۸ تا ۱۵ مارچ ۲۰۱۸ء	جلد: ۳۷

عقیدۂ ختمِ نبوّت اور فتنۂ قادیانیت

سوالاً جواباً

آزاد کشمیر اسمبلی کا عظیم الشان کارنامہ

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

عدت گزارنے کے بعد دوسرا نکاح کرسکتی ہے

س:......میرے داماد نے (میری بیٹی) اپنی بیوی کو واٹس ایپ کیا ہے، اس میں دو بار لفظ آزاد کا استعمال کیا گیا ہے اور ایک بار ''طلاق ہے، میری طرف سے'' لکھا گیا ہے۔ مہربانی فرماکر تحریر کریں کہ ایک طلاق ہوئی یا میاں بیوی کا رشتہ ختم ہوگیا ہے؟ اور تین طلاقیں ہوگئی ہیں۔ اس میں کوئی گنجائش ہے کہ نہیں؟

ج:......صورت مسؤلہ میں آپ کے داماد نے مذکورہ عبارت (واٹس ایپ) میں اپنی بیوی کے لئے تین جملے استعمال کئے ہیں: (۱) حمزہ نے آزاد کردیا ہے تجھے، (۲) میری طرف سے آزاد ہو، (۳) طلاق ہے میری طرف سے... اور یہ تمام جملے صریح طلاق پر دلالت کرتے ہیں۔ لہٰذا ان جملوں سے تینوں طلاق واقع ہوکر بیوی شوہر پر حرمت مغلظہ کے ساتھ حرام ہوگئی ہے۔ اب ان دونوں کا بغیر حلالہ شرعیہ کے دوبارہ نکاح بھی نہیں ہوسکتا۔ عدت گزارنے کے بعد عورت آزاد ہے، دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اہلِ سنت والجماعت

س:......اہل السنۃ والجماعت سے کیا مراد ہے؟ یہ کون لوگ کہلاتے ہیں؟ دلائل کے ساتھ وضاحت فرمائیں۔

ج:......اہل السنۃ والجماعت سے مراد ہے وہ گروہ اور جماعت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کریں اور اسی طرح صحابہ کرامؓ کے طریقوں پر عمل کریں مثلاً ائمہ اربعہ، فقہاء محدثین، متکلمین، اولیاء یہ سب حضرات اہل السنۃ والجماعت ہیں۔ ان کا دین کے سمجھنے میں جو اختلاف ہے وہ جزئی اور فروعی اختلاف ہے۔ اصولی اختلاف نہیں ہے اصول دین اور ضروریات دین میں یہ سب حضرات متفق ہیں۔

(عقائد اسلام ص:۱۷۵، ج:۱)

اہل السنۃ والجماعۃ سے مراد وہ مسلمان ہیں جو عقائد اور احکام میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے مسلک پر ہوں اور قرآن کے ساتھ سنت کو بھی حجت مانتے ہوں اور اس پر عمل کرتے ہوں:

''قال فی شرح العقائد النسفیۃ فبھت الجبائی وترک الاشعری مذھبہ فاشتغل ھو ومن تبعہ بابطال رای المعتزلۃ واثبات ماورد بہ السنۃ ومغی علیہ الجماعۃ۔'' (ص:۱۲)

ترجمہ: ''یہ تو اس لقب کے معنی ہیں اور اس کا مصداق وہ لوگ ہیں جو عقائد میں امام ابوالحسن اشعری یا ابومنصور ماتریدی کے متبع ہوں۔ کمافی حاشیۃ الخیالی علی شرح العقائد، ص:۱۹، اور فروع میں ائمہ اربعہ مشہور میں سے کسی ایک امام کے مقلد ہوں۔''

(امدادالاحکام، ص:۷۷، ج:۱)

س:......اگر کسی کو نماز جنازہ میں پڑھی جانے والی دعا یاد نہ ہو تو کیا وہ نماز جنازہ میں شامل ہوسکتا ہے یا نہیں؟

ج:......نماز جنازہ کی دعا یاد کرنی چاہئے لیکن اگر کسی کو دعا یاد نہ ہو اور وہ صرف امام کے ساتھ تکبیرات کہہ لے تو اس کی نماز بھی ادا ہوجائے گی۔ دعا بہرحال یاد کرنی چاہئے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

ملتان

جلد:۳۷ ۔ ۱۹تا۲۶؍جمادی الثانی۱۴۳۹ھ مطابق ۸تا۱۵؍مارچ۲۰۱۸ء ۔ شمارہ:۱۰

مجلسِ ادارت

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد،
علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی،
مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مدیرِ اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیرِ اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین وآرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

اس شمارے میں!

مولانا رشید احمد لدھیانویؒ کا وصال	۵	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
فیضانِ نبوت	۷	مولانا محمد علاء الدین ندوی
عقیدۂ ختم نبوت اور فتنۂ قادیانیت	۱۰	
حلف نامہ میں ترمیم کا ریکارڈ غائب......	۱۳	رپورٹ: وجیہ احمد صدیقی
آزاد کشمیر اسمبلی کا عظیم الشان کارنامہ	۱۵	مفتی خالد محمود
تحریک ختم نبوت.....	۱۹	حافظ محمد امین، گوجرہ ٹوبہ ٹیک سنگھ
رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام (۱۶)	۲۲	حافظ عبیداللہ
توہین رسالت کا جھوٹا الزام.....	۲۵	ادارہ
ختم نبوت سیمینار، بہاول پور	۲۶	رپورٹ: محمد شفیع چغتائی

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر
فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری ۔ مطبع: القادر پرنٹنگ پریس ۔ طابع: سیّد شاہد حسین ۔ مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

سحبان الہند حضرت مولانا
احمد سعید دہلویؒ

تسبیح، تحمید، استغفار اور درود شریف

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ہاں! میرے سوا کوئی معبود نہیں، میری ہی سلطنت ہے اور میں ہی ہر قسم کی حمد وثنا کا سزاوار ہوں اور جب بندہ کہتا ہے: **لا الٰہ الا اللّٰہ ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ** تو خدائے تعالیٰ فرماتا ہے: ’’بے شک! میرے سوا کوئی معبود نہیں اور بُرائی سے بچانے اور نیکی پر مائل کرنے کی توفیق اور طاقت میرے ہی قبضے میں ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو بندہ ان کلمات کو بیماری کی حالت میں کہتا ہے اور پھر اس مرض میں مر جاتا ہے تو اس کو آگ نہیں جلائے گی۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

حدیث قدسی ۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں تجھ کو وہ کلمہ نہ بتادوں جو جنت کے خزانہ میں سے ہے جو عرش کے نیچے ہے: ’’**لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ**‘‘ یعنی وہ کلمہ یہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بندے نے اطاعت کی اور فرمانبردار رہا۔ (بیہقی، فی الدعوات الکبیر)

حدیث قدسی ۳: حضرت ابن عمرؓ کی روایت میں ہے: ’’**سبحان اللّٰہ**‘‘ مخلوق کی عبادت ہے اور ’’**الحمدللّٰہ**‘‘ شکر کا کلمہ ہے اور ’’لا الٰہ الا اللّٰہ‘‘ اخلاص کا کلمہ ہے اور اللہ اکبر کا ثواب زمین وآسمان کو بھر دیتا ہے اور جب کوئی بندہ کہتا ہے: **لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ** ’’تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ’’**اَسْلَمَ وَاسْتَسْلَمَ**‘‘ بندے نے اطاعت کی اور نہایت فرمانبردار ہوا۔ (رزین)

حدیث قدسی ۴: حضرت ابو سعید خدریؓ کی روایت میں ہے، فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک دفعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا: اے رب! مجھے کوئی ایسی چیز سکھادے جس کی وجہ سے میں تیرا ذکر کیا کروں اور تجھ سے دعا کیا کروں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ’’**لا الٰہ الا اللّٰہ**‘‘ کہو، حضرت موسیٰ نے عرض کیا یہ کلمہ تو تمام مخلوق پڑھتی ہے میں تو یہ چاہتا ہوں، میں تو یہ چاہتا تھا کہ کوئی چیز میرے لئے مخصوص ہو، ارشاد ہوا: اے موسیٰ! ساتوں آسمان اور ان آسمانوں کے رہنے والے سوائے میرے اور ساتوں زمینیں یہ سب کسی ترازو کے پلڑے میں رکھی جائیں اور کلمہ ’’لا الٰہ الا اللّٰہ‘‘ دوسرے پلڑے میں رکھا جائے تو اس کلمہ کا پلڑا جھک جائے گا۔ (شرح السنہ)

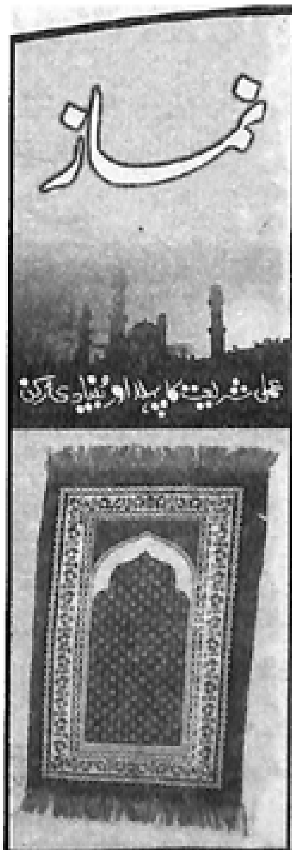

حضرت مولانا
مفتی محمد نعیم دامت برکاتہم

متفرق مسائل

س:...... یکم شوال کو عید الفطر بھی کہتے ہیں، کیا اس دن شریعت اسلامیہ نے اپنے ماننے والوں کو کوئی عمل ضروری قرار دیا ہے؟

ج:...... جی ہاں! یکم شوال کے روز صبح صادق یعنی فجر کی نماز کے شروع ہونے کے وقت بعض مال داروں پر جنہیں شرعی اصطلاح میں صاحب نصاب کہتے ہیں، ان کی اور ان کے زیر کفالت افراد کی طرف سے فی کس ایک صدقہ مالی عبادت واجب قرار دیا ہے، اس عبادت کو اصطلاح میں صدقۃ الفطر یا فطرہ بھی کہتے ہیں، فقہی اعتبار سے یہ واجب ہے اور ہر صاحب نصاب پر اس کا ادا کیا جانا لازم ہے، اس کی مقدار احتیاطاً دو کلو گندم یا اس کا آٹا یا اس کی قیمت مقرر کی گئی ہے اور اسے زکوٰۃ کے مستحق لوگوں کو ہی دیا جاتا ہے، اس کو رمضان المبارک کے پورے مہینے میں پیشگی بھی ادا کیا جاسکتا ہے، اس کو عید الفطر کی نماز کے لئے عیدگاہ جانے سے قبل ادا کردینا چاہئے، عیدگاہ کے راستے میں یا عیدگاہ پہنچ کر نماز عید سے قبل تک اس کی ادائیگی سے فارغ ہوجانا چاہئے، اگر اس وقت تک کسی نے ادا نہ کیا ہو تو نماز عید کے بعد بھی جب تک ادا نہ کرے ذمہ پر باقی رہتا ہے، لہٰذا موت سے قبل ایسے لازم ہونے والے تمام فطروں کو ادا کردینا چاہئے۔ یہ مالی عبادت ہے عدم ادائیگی کی صورت میں آخرت میں باز پرس بھی ہوسکتی ہے اور گناہ پر سزا بھی مل سکتی ہے۔

س:...... زیر کفالت افراد سے کون لوگ مراد ہیں؟

ج:...... زیر کفالت افراد میں ہر شخص کے نابالغ بچے آتے ہیں چاہے وہ صحت مند ہوں یا بیمار، عقلمند ہوں یا مجنون، اس لئے کہ یہ مکمل طور پر اپنے باپ کی کفالت میں ہوتے ہیں، جہاں تک اہلیہ کا تعلق ہے اس کی کفالت مکمل طور پر شوہر کے ذمہ نہیں ہوتی، لہٰذا اہلیہ کی طرف سے شوہر پر صدقۃ الفطر واجب نہیں ہوتا، اگر وہ خود مالدار یا صاحب نصاب ہے اسے خود اپنی طرف سے فطرہ دینا چاہئے، کیونکہ وہ اسی پر لازم ہے، البتہ اس کی اجازت سے شوہر یا اس کے اپنے والدین یا ساس، سسر یا اس کی اپنی اولاد یا اس کے بھائی یا کوئی بھی مسلمان کسی دوسرے کی طرف سے ادا کرنا چاہے تو جس کی طرف سے ادا کیا جارہا ہو اس کی اجازت سے ادا کیا جاسکتا ہے، نیز بالغ اولاد کی طرف سے خود باپ پر فطرہ لازم نہیں ہے جو اولاد صاحب نصاب ہو فطرے کا ادا کرنا ان کے اپنے اوپر لازم ہے، البتہ ان کی طرف سے باپ سمیت کوئی بھی ادا کرسکتا ہے۔

ادار یہ

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

مولانا رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ کا وصال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلامٌ علیٰ عبادہٖ الذین اصطفیٰ

حضرت مولانا رشید احمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ رحیم یار خان میں 17 رفروری 2018ء بعد از مغرب وصال فرمائے آخرت ہوگئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ مولانا رشید احمد لدھیانوی 1943ء کو علم وفضل کے حامل آرائیں خاندان لدھیانہ میں پیدا ہوئے۔ تحریک آزادی ہند کے صف اول کے رہنماء رئیس الاحرار حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کے رشتہ میں آپ حقیقی بھتیجے تھے۔ تقسیم کے بعد مولانا رشید احمد رحمۃ اللہ علیہ کا خاندان رحیم یار خان میں منتقل ہوا۔ مولانا رشید احمد لدھیانوی نے دینی علوم کی تکمیل ملک کے نامور دینی ادارہ جامعہ خیر المدارس ملتان سے کی، آپ حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد شریف کشمیری رحمۃ اللہ علیہ ایسے محدث علماء کے شاگرد رشید تھے۔ فراغت کے بعد آپ نے ریلوے اسٹیشن رحیم یار خان کی مسجد ریلوے کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنایا اور زندگی کے آخری سانس تک اس کی مرکزیت کو قائم رکھا۔ آپ جامعہ اسلامیہ ختم نبوت رحیم یار خان، مدرسہ عباسیہ اور مسجد ختم نبوت رحیم یار خان کے بانی مہتمم ومتولی تھے۔

مولانا رشید احمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کا خاندان تحریک آزادی میں پیش پیش رہا، آپ کے اجداد نے مرزا قادیانی کو ابتدا میں لدھیانہ میں زچ کیا تھا اور اس کے خلاف فتوئ تکفیر جاری کیا تھا۔ آپ نے سیاست میں جمعیۃ علماء اسلام کے پلیٹ فارم سے زندگی بھر وہ خدمات سرانجام دیں جو تاریخ کا سنہری باب ہیں۔ تحریک ختم نبوت 1974ء، تحریک نظامِ مصطفیٰ 1977ء، ایم آر ڈی کی تحریک، تحریک تحفظ ناموس رسالت میں اپنے بزرگوں کے زیر سایہ انمٹ یادوں کی ان کی خدمات کا زمانہ معترف ہے۔

مولانا رشید احمد لدھیانوی اپنے مخدوم حضرت مولانا غلام ربانی، اپنے ساتھی قاری حماد اللہ شفیق، احرار رہنما حافظ محمد اکبر کے ہمراہ رحیم یار خان میں دینی اقدار کی پاسبانی کے لئے ہمیشہ صف اول میں رہے۔ مولانا کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ مفکر اسلام مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الاسلام مولانا محمد عبداللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ ایسے اکابر کے نہ صرف شانہ بشانہ رہے بلکہ اپنے خاندانی پس منظر کے حوالہ سے ان اکابر کے منظور نظر رہے اور انکی توقعات پر پورا اترے۔ آپ اپنی قربانیوں کے تسلسل کے باعث چار بار جمعیۃ علماء اسلام پنجاب کے ناظم اعلیٰ رہے، تب جمعیۃ علماء اسلام پنجاب کے امیر یادگار اسلاف حضرت مولانا محمد عبداللہ بھکر والے اور قاضی حمید اللہ خان تھے۔ ایک بار جمعیۃ علماء اسلام پنجاب کے امیر بھی رہے، مرکزی مجلس شوریٰ کے عرصہ سے رکن چلے آرہے تھے۔

تحریک ختم نبوت کے ہر مرحلے پر پیش پیش رہے،قید و بند کے مراحل کو بڑی جرأت و بہادری کے ساتھ سر کیا۔ختم نبوت کے سلسلے میں ایک بار ملتان ،ڈیرہ غازی خان ڈویژن کی مشترکہ کانفرنس تحفظ ناموس رسالت قلعہ کہنہ قاسم باغ میں رکھی۔ کانفرنس کے تین اجلاس تھے رات کو کانفرنس،اگلے دن قبل از جمعہ قلعہ پر اجلاس اور بعد از جمعہ کا جلوس قائد جمعیۃ حضرت مولانا فضل الرحمٰن نے اس جلوس کی قیادت فرمائی۔اس تمام پروگرام کا اہتمام عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے کیا تھا۔جمعیۃ علماء اسلام نے معاونت وسرپرستی سے نوازا۔تب ان اضلاع کے تبلیغی دورے میں مولانا رشید احمد لدھیانوی مرحوم ہمراہ تھے۔ایک دن میں علماء کنونشن،میٹنگ،ملاقاتیں،رات کو اجلاس عام ہوتے۔یوں یومیہ کئی شہروں کے تحصیل یا ضلع کے پروگرام ہوتے۔موصوف چاک وچوبند دستہ کے جرنیل کی طرح شب وروز مصروف رہے۔تب آپ کی بے پناہ ہمت اور صلاحیت کار کا اندازہ ہوا کہ وہ کتنے متحرک انسان تھے۔

اسی طرح غالباً دسمبر 2010ء کو تحفظ ناموس رسالت کانفرنس اسلام آباد میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام قائد جمعیۃ مولانا فضل الرحمٰن کی صدارت میں رکھی گئی اس کے لئے تمام مسالک کے قائدین اور دینی وسیاسی جماعتوں کی قیادت کو دعوت دینے کے لئے ایک طوفانی سفر طے کرنا ہوا حضرت مولانا مرحوم جس مستعدی کے ساتھ رواں دواں رہے اس پر آپ کو خراج تحسین پیش نہ کرنا تاریخ کے ساتھ زیادتی ہوگی۔اس سلسلہ کا آخری جلسہ لاہور میں ہوا،مولانا مرحوم اس کے استقبالیہ کے ذمہ دار حضرات میں سے تھے۔

مولانا ایک زیرک،بیدار مغز عالم دین،مستعد قومی رہنما اور معاملہ فہم اور نظریاتی سیاسی شخصیت تھے۔آپ نے جمعیۃ علماء اسلام کے لئے جس بے جگری کے ساتھ شب وروز ایک کئے وہ قابل ستائش آپ کا کارنامہ ہے۔آپ کی ان خدمات نے جماعتی رفقاء میں آپ کو ہر دلعزیز بنا دیا تھا۔مولانا ایک عالم دین،اچھے خطیب اور شاعر بھی تھے۔لکھنے کی نسبت پڑھنے کے خوگر زیادہ تھے۔وفات کے وقت آپ کی عمر شمسی اعتبار سے پچھتر برس اور قمری اعتبار سے ستتر برس تھی۔تقریباً پندرہ برس قبل اہلیہ کا وصال ہوا،تو عقد ثانی میں دیر نہیں لگائی۔اللہ رب العزت نے دوسرے گھر سے بھی ایک بچی عنایت فرمائی۔صحت اچھی تھی معمولات بھی جاری رہے۔وفات سے قبل بخار ہوا،ہسپتال لے جائے گئے،وقت موعود آن پہنچا تو سب کو چھوڑ کر موت کو گلے لگا لیا۔حق تعالیٰ مغفرت فرمائیں بہت ہی قابل قدر انسان تھے اور خوبیوں کا مجموعہ تھے وہ کیا گئے کہ تاریخ کا ایک باب مکمل ہوا۔

"حق مغفرت کرے عجب مرد آزاد تھا"

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ سیدنا محمد وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ اجمعین

دل کا دین اسلام کی طرف راغب ہونا

اگر کسی کا دل دین کی طرف راغب نہ ہوتا ہو تو ایک ہفتہ تک گیارہ گیارہ یہ تسبیح پڑھے، ان شاء اللہ! دل دین کی طرف راغب ہوگا اور اس کے بعد ایک تسبیح صبح وشام کا معمول بنا لے۔

"استغفر اللہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ۔"

فیضانِ نبوت

مولانا محمد علاء الدین ندوی

یہودیوں کو اس دن کی اہمیت کا اندازہ تھا:

از آدم تا ایں دم انسانی تاریخ کا سب سے عظیم، مبارک اور تاریخ ساز دن وہ تھا جب حرا پہاڑ کی چوٹی سے رحمت خداوندی کا ظہور ہوا تھا، جب جبل نور کی خلوتیں نور الٰہی سے جگمگا اٹھی تھیں، کائنات کے محسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ عالمگیر اور ابدی نبوت کی ذمہ داریاں سونپی گئی تھیں جو کسی کوہ گراں پر نازل کی جاتیں تو وہ ان کا متحمل نہ ہو سکتا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا دل تھا جو تمام جہانوں کی ذمہ داریوں کا بوجھ اٹھا سکتا تھا، اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ ہی رحمۃ للعالمین تھے، قرآن کی پانچ آیات سے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی بارش کا آغاز ۱۸ر رمضان المبارک کو ہوا تھا، جب آپ کی عمر مبارک چالیس سال چار یا چھ مہینہ تھی، یہ ابتدا تھی اس نقشۂ کار کی جسے ایمان، اخلاق اور عمل کی طاقت سے ایک مکمل تہذیب اور کامل نظام حیات کی شکل میں ظہور کرنا تھا، یہ ایک تاریخ ساز اور عہد آفریں واقعہ تھا، یہ عقل و حکمت، علم و بصیرت اور انقلابی زندگی کا پیش خیمہ تھا، پھر اس مبارک جدوجہد کی وہ مبارک گھڑی بھی آئی جب آپ کو اس نقشۂ کار کی تکمیل کا مژدہ سنا دیا گیا، اس دن کی اہمیت کا اندازہ چاہے آج ہمیں نہ ہو، اس وقت کے ایک ایک صحابیؓ حد یہ کہ یہودیوں کو بھی تھا، چنانچہ ایک یہودی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرکے کہا: اگر یہ آیت ہم یہودیوں میں نازل ہوتی تو ہم اس دن کو خوشی اور جشن کا دن بنا لیتے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: ’’ہمیں معلوم ہے یہ آیت کس موقع پر نازل ہوئی ہے؟‘‘ مطلب یہ تھا کہ حجۃ الوداع کے موقع پر نازل ہوئی ہے جو مسلمانوں کے لئے خود ہی عید کا دن ہے۔

ہاں اس انسان کامل، ہادیٔ اعظم اور جامع کمالات ہستی پر دین کی تکمیل کر دی گئی، پھر اس تکمیل کے ساتھ ساتھ اس کی حفاظت کی ذمہ داری کا اعلان بھی کر دیا گیا: ’’انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون‘‘... رہا یہ ذکر (قرآن)، تو اس کو ہم ہی نے نازل کیا ہے اور اس کے محافظ بھی ہم ہی ہیں....

اللہ تعالیٰ کی طرف سے حفاظت کی ضمانت کا فراہم کرا دیا جانا اس امت کے حق میں اتنی بڑی نعمت تھی جس میں تنہا یہی امت محمدیہ منفرد و ممتاز نظر آتی ہے، گزشتہ قوموں میں آنے والے رسولوں کی کتابوں کے ساتھ ہمیں اس طرح کی ضمانتوں کا اتا پتا نہیں ملتا۔

لبادۂ شریعت بقدر قدوقامت:

تمام انبیاء علیہم السلام ہر دور میں ایک ہی دین لے کر تشریف لائے، یہ وہی دین ہے جو اسلام کہلاتا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام جو دین (اسلام) لے کر آئے اُس وقت انسانی زندگی کا آغاز تھا، زندگی کی ضروریات محدود تھیں، آبادی مختصر تھی، تمدن بالکل اپنے ابتدائی مرحلہ میں سمٹا ہوا ہوگا، چنانچہ انہیں جو شریعت دی گئی وہ بھی محدود اور مختصر تھی۔ حضرت نوح علیہ السلام آئے، زمانہ آگے بڑھا، تمدن پھیلا تو شریعت میں بھی وسعت پیدا ہوئی، حضرت ابراہیم علیہ السلام آئے، حضرت موسیٰ علیہ السلام آئے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئے تو ان کے دور کی وسعت اور تمدنی قدوقامت کے اعتبار سے انہیں لبادۂ شریعت عطا ہوا، پیغمبر اول و آخر، سید الاولین و الآخرین تشریف لائے، آپ کی آمد اس بین الاقوامی دور کا آغاز تھا جسے ایک گاؤں بن جانا تھا (اگر آج دنیا ایک گاؤں بن گئی ہے تو اس کی بنیاد کائنات کے محسن اعظم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں رکھی تھی) لہٰذا آپ کو جو تاج نبوت بخشا گیا وہ ابدی اور جو لبادۂ شریعت عطا کیا گیا وہ کامل و اکمل اور انمٹ و لازوال ہے، اسے قیامت تک کے انسانوں کے لئے ہدایت نامہ بنایا گیا ہے، اس کے اصول و قوانین کو فطرت انسانی سے اتنا ہم آہنگ اور جامع بنا دیا گیا کہ کسی دور میں بھی اس میں کمی زیادتی کی ضرورت نہ پڑے گی، البتہ جو بھی نت نئے مسائل سامنے آتے جائیں گے وہ اس کے دیئے ہوئے اصولوں کی روشنی میں حل کر لئے جائیں گے، جیسا کہ اب تک ہوتا آیا ہے۔

ایک شیر خوار بچہ ہوتا ہے تو اس کا لبادہ بالشت بھر کا ہوتا ہے، دس سال کا لڑکا ہوتا ہے اس کے لباس کا سائز بڑھ جاتا ہے، بیس سال کے نوجوان کے لباس کے طول و عرض میں فرق آ جاتا ہے، ۳۳ سال کا مکمل اور تنومند انسان ہے، اس کا لباس اس کے قد و قامت کے مناسب حال ہوتا ہے، جو اس کے جسم پر راست آتا ہے، نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مبارکہ ہوئی تو آپ کو شریعت کا وہ لبادہ بخشا گیا جو ہر زاویہ سے مکمل، اس کے اصول انمٹ، اس کے قوانین مبنی بر عدل، اس کی تعلیمات لازوال اور اس میں ایسی بے پناہ وسعت و صلاحیت کہ ہر دور کا زمان و مکان اس کے احاطے میں شامل۔

آپ ﷺ آفتاب و ماہتاب بن کر تشریف لائے:

آپ ﷺ جب اس دنیا میں تشریف لائے تو

آفتاب و ماہتاب بن کر تشریف لائے، سچ تو یہ ہے کہ اس دنیا کے آفتاب و ماہتاب کا کیا ذکر آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ”اگر میرے ایک ہاتھ میں چاند اور دوسرے ہاتھ میں سورج رکھ دیا جائے تب بھی اس کارِ دعوت سے باز آنے والا نہیں۔“ یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو انسانیت کی تاریک بستی کو دورِ ظلمت سے نکال کر ہدایت ربانی کی روشنی میں لانے کے لئے ان دونوں روشنیوں کی ضرورت تھی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا:

”یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا
وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا o وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ
وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا o“ (الاحزاب:۴۵،۴۶)

ترجمہ: ”اے نبی ہم نے آپ کو بھیجا ہے گواہ بنا کر، بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر، اللہ کی اجازت سے اس کی طرف دعوت دینے والا بنا کر اور روشن چراغ بنا کر۔“

کائنات کے اس شمس و قمر اور آسمان کے ان نجوم و کواکب کی جو کچھ حیثیت ہے وہ بس ان کی مادی حیثیت ہے، انہیں سے انسانوں کی مادی ضروریات کی تکمیل ہورہی ہے، مگر آپ ﷺ کو جس سورج کی روشنی اور جس ماہ کامل کی تابناکی عطا کی گئی، اس کی حیثیت خالص روحانی اور دینی ہے اور ان دونوں حیثیتوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے، آپ کو تو علم کا آفتاب اور اخلاق کا ماہتاب بنایا گیا، آپ کو تو وہ روشن کتاب دی گئی جس کی فیض رسانیاں مادی آفتاب و ماہتاب سے کہیں زیادہ بڑھی ہوئی ہیں، اس کی عظمت و سحرانگیزی کا یہ حال ہے کہ یہ آج تک نوعِ انسانی کے اعلیٰ دماغ کے عظماء کے لئے چیلنج بنی ہوئی ہے، آپ کی اعلیٰ سیرت اور آپ کے کریمانہ اخلاق اسی آفتاب قرآنی کا عکس جمیل اور اسی نظری کتاب کا زندہ اور متحرک پیکر ہیں، آپ کا دل نور الٰہی سے روشن اور آپ کا ضمیر زندہ اور بیدار ہے، آپ خدائی حفاظت و عصمت میں رہتے ہیں، اسی لئے آپ کے فرمودات پر کلام حکیم اور نور مبین کا پرتو ہے، کہتے ہیں چاند کی روشنی سورج کی روشنی کا عکس ہے، آپ کے اخلاق پر بھی قرآن کریم کے علوم و معارف کا عکس جلوہ فگن ہے اور یہ کتاب ہدایت جس پسندیدہ انسان کی تشکیل و تعمیر چاہتی ہے آپ اس کے آئیڈیل اور ماڈل ہیں، کیونکہ آپ چلتا پھرتا متحرک قرآن ہیں۔

اس کائنات کے دو چراغ ہیں:

قرآن کریم ہمیں بتاتا ہے کہ خلاق اعظم نے ہمارے لئے دو چراغ مہیا فرمائے ہیں، ایک مادی چراغ جو آسمان میں جھلملاتا نظر آتا ہے تو دوسرا روحانی چراغ (آفتاب رسالت) جو حقیقت محمدی کی صورت میں موجود ہے، ایک سے یہ مادی کائنات روشن ہے تو اس دوسرے چراغ سے روحانی دنیا منور و ضیا بار ہے، آسمانی چراغ سے ہماری حیوانی زندگی وابستہ ہے، تو آفتاب رسالت سے ہماری روحانی زندگی مربوط ہے۔ خدا آسمانی چراغ کا بھی تذکرہ فرماتا ہے:

”تَبٰرَکَ الَّذِیْ جَعَلَ فِی السَّمَآءِ
بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِیْھَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِیْرًا“
(الفرقان:۶۱)

ترجمہ: ”بڑا متبرک ہے وہ جس نے آسمان میں برج بنائے اور اس میں ایک چراغ اور ایک چمکتا چاند روشن کیا اور روحانی چراغ کی اہمیت بھی اجاگر کرتا ہے اور بار بار کرتا ہے۔“

بطور مثال سراجاً منیراً والی آیت سطور بالا میں ذکر کی گئی، ان مادی اور روحانی دونوں چراغوں کی حقیقت پر گہری نظر ڈالئے تو مندرجہ ذیل حقائق و نکات سامنے آتے ہیں:

☆...... جس طرح سے آفتاب پوری مادی کائنات کو منور کردیتا ہے، آفتاب رسالت بھی پوری روحانی کائنات کو جگمگا کر رکھ دیتا ہے۔

☆...... جس طرح آفتاب تکوینی قوانین و ضوابط کی پابندی کرتا ہے اور سرمو احکام خداوندی سے انحراف نہیں کرتا، اسی طرح آفتاب رسالت کی بھی اپنی پوری زندگی میں خدائی قوانین و ضوابط کی سخت پابندی کرتا ہے اور منشائے خداوندی سے بال برابر بھی انحراف نہیں کرتا۔ قرآن کریم کہتا ہے:

”وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَیْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِیْلِ
لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْیَمِیْنِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِیْنَ
فَمَا مِنْکُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِیْنَ o“
(الحاقہ:۴۷)

ترجمہ: ”اور اگر اس (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) نے خود گھڑ کر کوئی بات ہماری طرف منسوب کی ہوتی تو ہم اس کا دایاں ہاتھ پکڑ لیتے اور اس کی رگ گردن کاٹ ڈالتے، پھر تم میں سے کوئی (ہمیں) اس کام سے روکنے والا نہ ہوتا۔“

☆...... جس طرح سے آفتاب عالمتاب پوری کائنات پر مفت اپنی روشنی لٹاتا ہے، آفتاب رسالت و نبوت بھی پوری نوع انسانی پر اپنی ہدایت کی ضیا بار کرنیں مفت لٹاتا ہے اور اس اعلان کے ساتھ لٹاتا ہے:

”قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِنْ هُوَ
اِلَّا ذِکْرٰی لِلْعٰلَمِیْنَ۔“ (الانعام:۹۰)

ترجمہ: ”کہہ دیجئے کہ میں (اس تبلیغ و ہدایت کے) کام پر تم سے کسی اجر کا طالب نہیں ہوں۔“

☆...... جس طرح سے آفتاب کی حرارت ذاتی ہوتی ہے، اگرچہ وہ خدا کی بخشی ہوئی ہوتی ہے، اسی طرح رسول خدا کی حیثیت مستقل بالذات ہوتی ہے، عصمت و رسالت اس کی ذات کا لازمی خاصا ہوتی ہے، اگرچہ خدا کی عطا کردہ ہوتی ہے۔

☆......جس طرح آفتاب آسمانی کے بغیر اس کائنات میں زندگی کا تصور محال ہے، زندگی کی جملہ ضروریات کا، غذا کا، پانی کا، اناج کا، غلہ کا، پیڑ پودوں کا، پھلوں اور پھولوں کا اور ہر نوع کی جاندار مخلوقات میں سے کسی کا پایا جانا ناممکن تھا، اسی طرح سے انبیاء علیہم السلام کے مدہم چراغوں اور رسالت محمدی کے روشن آفتاب کے بغیر روحانی، مذہبی اور اخلاقی زندگی کا تصور بھی محال تھا، آفتاب عالم کے بغیر یہ دنیا ایک تاریک ویرانہ اور خرابہ بلکہ ایک جہنم ہوتی تو آفتاب رسالت کے بغیر یہ دنیا حیوانیت اور انسانیت اور درندگی کی آماج گاہ بنی رہتی، جہاں اخلاق وکردار، انسانیت وشرافت اور تمدن جھلس جھلس کر دم توڑ دیتا۔

☆...... جس طرح سے آفتاب کی تیز شعائیں ہمارے کرۂ ارضی کو گندگیوں اور بیماریوں سے پاک کرنے کے لئے مہلک جراثیم کو ہلاک کرتی ہیں، اسی طرح سے آفتاب رسالت کی کرنیں روحانی گندگیوں اور عقیدہ واخلاق کی آلائشوں کو دور کردیتی ہیں اور صالح قوتوں کو ابھار کر انسانیت کو ہمدوش ثریا بنادیتی ہیں۔

☆......جس طرح سے سورج ازل سے تاباں درخشاں ہے، نہ اس کی روشنی ماند پڑتی ہے، نہ وہ بیمار ہوتا ہے، نہ اسے فساد لاحق ہوتا ہے، نہ اسے مرمت کی ضرورت پڑتی ہے، نہ خارج سے اسے انرجی حاصل کرنے کی ضرورت پڑتی ہے، اسی طرح سے آفتاب اسلام کا چراغ تب سے آج تک روشن ہے، نہ اس کی روشنی ماند پڑی ہے، نہ وہ بیمار ہوا ہے، نہ اس میں فساد آیا ہے، نہ اس میں کمی، خامی یا کمزوری پائی گئی ہے، وہ اپنے نزول کے زمانے سے جاوداں ہے، جواں ہے اور ہر دور کی راہنمائی اور ہدایت کے لئے کافی وشافی اور کامل واکمل ہے۔

☆......سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ آفتاب غروب ہو کر یا ہماری نظروں سے اوجھل ہو کر بھی چاند پر اپنی روشنی کا عکس ڈال کر کائنات کو منور رکھنے کا اہتمام کرتا ہے، اسی طرح سے آفتاب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے غروب ہوجانے کے بعد بھی صحابہ کرامؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ، ائمہ مجتہدینؒ، مصلحین ومجددینؒ دعاۃ ومفکرین اور اس امت کے صلحاء واتقیا اور علماء وشہدا آفتاب رسالت کے فیض سے بندگانِ خدا کو منور کرتے رہتے ہیں۔

☆......جس طرح سے سورج ہمارے دائرۂ اختیار سے باہر ہے، نہ ہم اسے پکڑ سکتے ہیں، نہ اس کے نظام ومدار کو بدل سکتے ہیں، اسی طرح آفتاب رسالت بھی ہمارے اختیار سے باہر کی چیز ہے، اللہ جس کو پسند کرتا رہا اسے نبوت ورسالت سے سرفراز کرتا رہا، یہ عطائی چیز ہے، کسب وصلاحیت سے حاصل کی جانے والی نعمت نہیں، مگر جس طرح سے ہم سورج کو آئینہ میں کھینچ کر سکتے ہیں نبوت کے نور کو بھی اپنے دل ودماغ میں جاگزیں کرسکتے ہیں:

فانک شمس والملوک کواکب
اذا طلعت لم یبد منہن کوکب

نگاہ برق نہیں چہرۂ آفتاب نہیں
وہ آدمی ہے مگر دیکھنے کی تاب نہیں

☆☆..............☆☆

مولانا غلام محمد ریحان کی رحلت .... محمد شفیع چغتائی

کہروڑ پکا..... ممتاز عالم دین، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تحصیل کہروڑ پکا کے امیر اور تالاب والی مسجد کہروڑ پکا کے امام وخطیب، الحاج مولانا غلام محمد ریحان ۲۷ رجنوری ۲۰۱۸ء کو علی الصبح انتقال کرگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مولانا کی نماز جنازہ گورنمنٹ ہائی اسکول کہروڑ پکا کے بڑے گراؤنڈ میں ادا کی گئی، جس کی امامت شیخ الحدیث حضرت مولانا منیر احمد منور نے کی۔ نماز جنازہ میں تقریباً چالیس ہزار افراد نے شرکت کی، جن میں علماء کرام، اساتذہ، سیاسی وسماجی رہنما، طلبا اور زندگی کے ہر شعبہ سے تعلق رکھنے والے افراد شامل تھے۔ نماز جنازہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے شیخ الحدیث مولانا منیر احمد منور نے کہا کہ مولانا غلام محمد ریحانؒ عالم باعمل، علاقہ کے محسن اور عظیم شخصیت کے مالک تھے وہ کوئی دنیادار انسان نہ تھے۔ دین کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں میں محبت ڈال دی، جو لوگ آخرت میں عزت چاہتے ہیں دین کو اپنائیں، آج ہر آنکھ اشکبار ہے۔ حدیث کا مفہوم ہے کہ: اے انسان تو جب دنیا میں آتا ہے تو تو رو رہا ہوتا ہے اور جب دنیا کو چھوڑ کر جاتا ہے تو تو مسکرا رہا ہوتا ہے اور لوگ رو رہے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ مولانا صادق الامین صادق آباد نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مولانا مرحوم عظیم شخصیت کے مالک تھے ان کی عظمت ان کے جنازے سے ثابت ہورہی ہے۔ تادم زیست دین سے وابستہ رہے، اللہ تعالیٰ ان کی حسنات کو قبول فرمائے۔ آمین۔ (باقی صفحہ ۱۴ پر)

عقیدۂ ختم نبوت اور فتنۂ قادیانیت

سوالاً و جواباً

سوال:...... حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کون ہیں؟

جواب:...... انبیاء کرام علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے معصوم اور برگزیدہ بندے ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنا خلیفہ، سفیر اور نائب بنا کر بندوں کی طرف بھیجا، تا کہ خدا کے احکام بندوں کو پہنچائیں اور سعادت اور شقاوت کی راہ ان کو بتائیں، تا کہ بندوں پر اللہ کی حجت قائم ہو اور بندوں کو اللہ کی اطاعت کی دعوت دیں۔ اور جو شخص ان کی دعوت کو قبول کرے، اس کو جنت کی خوشخبری سنائیں اور جو ان کی دعوت کو قبول نہ کرے، اس کو دوزخ کے عذاب سے ڈرائیں، ان حضرات کو ''نبی'' یا ''رسول'' کہتے ہیں۔

سوال:...... نبی اور رسول میں کیا فرق ہے؟

جواب:......ا:... نبی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے اس انسان کو کہا جاتا ہے جس پر وحی الٰہی نازل ہوتی ہو، اور وہ اللہ کی طرف سے تبلیغ احکام اور ہدایت خلق کے لئے مامور ہو، صاحب کتاب ہو یا نہ ہو۔ رسول نبی سے شان میں بڑھ کر ہوتا ہے۔ جس نبی کو کوئی خصوصی امتیاز حاصل ہو، وہ رسول کہلاتا ہے، مثلاً نبی اگر صاحب کتاب ہو تو رسول کہلائے گا یا جو لوگوں کی اصلاح کے لئے مبعوث ہو وہ رسول ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر رسول نبی ہوتا ہے اور ہر نبی کا رسول ہونا ضروری نہیں۔

۲:... نبی زیادہ مبعوث ہوئے اور رسول کم، ایک روایت کے مطابق انبیاء کرام علیہم السلام کی تعداد ایک لاکھ سے زائد ہے اور رسولوں کی تعداد تین سو تیرہ یا کم و بیش ہے۔

سوال:...... انبیاء کرام علیہم السلام کے کیا کیا حقوق ہیں؟

جواب:...... چونکہ اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ اور ناپسندیدہ چیزوں کا علم ہمیں حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے واسطہ سے ہوا، اس لئے تمام پیغمبروں کے حقوق ہم پر ہیں، بالخصوص سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا احسان ہم پر سب سے زیادہ ہے، اس لئے آپ کا حق بھی سب سے زیادہ ہے، آپؐ کے چند حقوق یہ ہیں:

ا:... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اعتقاد رکھنا۔ ۲:... تمام احکام میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنا۔ ۳:... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور محبت کو دل میں جگہ دینا۔ ۴:... اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام پڑھتے رہنا۔

سوال:...... نبوت اور رسالت کا منصب کسبی ہے یا وہبی؟

جواب:...... تمام امت کا اس پر اتفاق ہے کہ نبوت و رسالت محض ایک وہبی منصب ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتا ہے، کوئی کسبی اور اختیاری چیز نہیں کہ مجاہدہ اور ریاضت سے حاصل ہو جائے جیسا کہ بعض فلاسفہ کا خیال ہے۔ اور اس پر بھی امت کا اتفاق ہے کہ جن کو اللہ جل شانہ نے نبوت و رسالت کا منصب عطا فرمایا وہ کبھی اپنے منصب سے معزول نہیں ہوئے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ا:... ''وَاللّٰہُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَاءُ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ'' (البقرہ:۱۰۵)

ترجمہ: ''اور اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت کے لئے مخصوص فرما لیتا ہے اور اللہ فضلِ عظیم کا مالک ہے۔''

۲:... ''وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِہٖ مَنْ یَّشَاءُ'' (آل عمران:۱۷۹)

ترجمہ: ''اور لیکن اللہ اپنے پیغمبروں میں سے جس کو چاہتا ہے، چن لیتا ہے۔''

سوال:...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا کیا معنی ہیں؟

جواب:...... حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں، آپ کی شریعت اور کتاب گزشتہ تمام شریعتوں اور کتابوں کے لئے ناسخ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا جو آپ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے، وہ بلاشبہ کافر و مرتد اور زندیق ہے اور اس کے ماننے والے بھی سب کافر و مرتد ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ا:... ''مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا'' (الاحزاب:۴۰)

ترجمہ: ''محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور تمام نبیوں میں سب سے آخری نبی ہیں۔''

''وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ وَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ'' (آل عمران:۸۵)

ترجمہ: ''جو کوئی شخص اسلام کے سوا کوئی اور

دین اختیار کرنا چاہے گا تو اس سے وہ دین قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔"

سوال:...... جھوٹے مدعی نبوت کے پیروکار کا حکم:

جواب:...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، آپ ﷺ کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا، حضور ﷺ کے بعد کوئی شخص کسی جھوٹے مدعی نبوت سے دلیل یا معجزے کا مطالبہ کرے تو وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا، اس لئے کہ یہ مطالبہ عقیدۂ ختم نبوت میں شک کے مترادف ہے۔

"تنبأ رجل فی زمن ابی حنیفة وقال امهلونی حتی اجی بالعلامات فقال ابو حنیفة رحمه الله من طلب منه علامة فقل کفر لقول النبی ﷺ لانبی بعدی۔"(مناقب الامام الاعظمؒ)

ترجمہ: "حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے زمانے میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اور اس نے کہا کہ مجھے مہلت دو تاکہ میں دلائل لے آؤں، امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا: جس نے اس سے دلیل کا مطالبہ کیا تو بے شک اس نے کفر کیا، اس لئے کہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: میرے بعد کوئی نبی نہیں۔"

سوال:...... ختم نبوت کا معنی، مطلب اور اس کی اہمیت بیان کریں۔

جواب:...... ختم نبوت کا معنی اور مطلب: اللہ رب العزت نے سلسلۂ نبوت کی ابتدا سیدنا آدم علیہ السلام سے فرمائی اور اس کی انتہا محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر فرمائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہوگئی۔ آپ آخرالانبیاء ہیں، آپ کے بعد کسی کو نبی نہ بنایا جائے گا۔ اس عقیدہ کو شریعت کی اصطلاح میں عقیدۂ ختم نبوت کہا جاتا ہے۔

سوال:...... عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت بیان کریں۔

جواب:...... ختم نبوت کا عقیدہ اسلام کی جان ہے، ساری شریعت اور سارے دین کا مدار اسی عقیدے پر ہے۔ قرآن کریم کی ایک سو سے زائد آیات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سینکڑوں احادیث مبارکہ (تقریباً دو سو دس) سے یہ مسئلہ ثابت ہے، تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین، تابعین عظام، تبع تابعین، ائمہ مجتہدین اور چودہ صدیوں کے مفسرین، محدثین، فقہاء، متکلمین علماء اور صوفیاء رحمہم اللہ تعالیٰ کا اس پر اجماع ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

"مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ۔" (الاحزاب:۴۰)

ترجمہ: "محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول اور نبیوں کو ختم کرنے والے آخری نبی ہیں۔"

تمام مفسرین رحمہم اللہ تعالیٰ کا اس پر اتفاق ہے کہ "خاتم النبیین" کے معنی یہ ہیں کہ آپ "آخری نبی" ہیں۔ آپ کے بعد کسی کو منصب نبوت پر فائز نہیں کیا جائے گا۔ عقیدۂ ختم نبوت جس طرح قرآن کریم کی نصوص قطعیہ سے ثابت ہے، اسی طرح آپ کی احادیث متواترہ سے بھی ثابت ہے۔ اس سلسلے میں آپ کے ارشادات ملاحظہ ہوں: "مجھے تمام مخلوق کی طرف مبعوث کیا گیا اور مجھ پر نبیوں کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔" (مسلم:۱۱۶۷)

"رسالت و نبوت ختم ہو چکی ہے پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہے اور نہ نبی۔" (ترمذی:۲۲۷۴، مسند احمد)

"میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔" (ابن ماجہ:۴۰۷۷، باب فتنۃ الدجال)

"میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں۔" (کنزالعمال)

سوال:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ حیات میں اسلام کے تحفظ اور دفاع کے لئے جو جنگیں لڑی گئیں کتنے صحابہ کرامؓ ان میں شہید ہوئے؟

جواب:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ حیات میں اسلام کے تحفظ و دفاع کے لئے جتنی جنگیں لڑی گئیں، ان میں شہید ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی کل تعداد ۲۵۹ ہے۔ (رحمۃ للعالمین، ج:۲، ص:۲۱۳ قاضی سلمان منصورؒ)

سوال:...... عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے پہلی جنگ کب اور کن کے ساتھ لڑی گئی اور اس میں کتنے صحابہ کرام شہید ہوئے؟

جواب:...... حضرت صدیق اکبرؓ کے عہد خلافت میں جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کے خلاف یمامہ کے میدان میں لڑی گئی، اس ایک جنگ میں شہید ہونے والے صحابہ اور تابعین کی تعداد بارہ سو ہے (جن میں سے سات سو قرآن مجید کے حافظ اور عالم تھے)۔ (ختم نبوت کامل، ص:۳۰۴، حصہ سوم از مفتی محمد شفیعؒ و مرقاۃ المصابیح، ج:۵، ص:۲۴)

سوال:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کے جھوٹے مدعیوں کے متعلق کیا کیا پیشگوئیاں فرمائیں اور ان کا ظہور کب اور کس طرح ہوا اور صحابہ کرامؓ نے ان جھوٹے مدعیوں کے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟

جواب:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک ۳۰ دجال اور کذاب پیدا نہ ہوں، جن میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔" (بخاری و مسلم)

اور ایک روایت میں ہے: "قریب ہے کہ

میری امت میں ۳۰ جھوٹے پیدا ہوں، ہر ایک یہی کہے گا کہ میں نبی ہوں، حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔" (ابوداؤد، ترمذی)

ان دو ارشادات میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے مدعیانِ نبوت کے لئے "دجال و کذاب" کا لفظ استعمال فرمایا، جس کا معنی ہے کہ وہ لوگ شدید دھوکہ باز اور بہت زیادہ جھوٹ بولنے والے ہوں گے، اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرکے مسلمانوں کو اپنے دامِ فریب میں پھنسائیں گے، لہٰذا امت کو خبردار کردیا گیا کہ وہ ایسے عیار و مکار مدعیانِ نبوت اور ان کے ماننے والوں سے دور رہیں۔

سوال:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے آخری دور میں کس کس نے دعویٰ نبوت کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟

جواب:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے آخری دور میں اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب نے دعویٰ نبوت کیا۔ اسود عنسی نے کافی قوت پکڑلی اور اس کا فتنہ یمن میں پھیل گیا۔ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک صحابی حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ (جو یمن میں رہتے تھے) کو خط ارسال فرمایا کہ اس فتنہ کا مقابلہ کرو اور اسود عنسی کا خاتمہ کردو۔ چنانچہ آپؐ کے انتقال سے کچھ ہی عرصہ پہلے حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ نے موقع تاک کر اسود عنسی کو تہہ تیغ کرکے اس کے فتنے کو ختم کردیا۔

آپؐ کے اس دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد مسیلمہ کذاب کا فتنہ بھی زور پکڑ چکا تھا، چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی معیت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایک لشکر اس کی سرکوبی کے لئے روانہ فرمایا۔ یمامہ کے میدان میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور مسیلمہ کذاب کے لشکر کے درمیان ایک خوفناک اور خونریز جنگ ہوئی جس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے ۲۸ ہزار مسیلمہ کذاب کے ماننے والوں کو مع مسیلمہ کذاب کے تہہ تیغ کیا، جبکہ ۱۲۰۰ صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ اس جنگ میں شہید ہوئے۔

اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، اسوۂ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور اسوۂ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین ہمارے سامنے ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین مکہ سے صلح حدیبیہ نامی معاہدہ کیا۔ مدینہ منورہ ہجرت فرمانے کے بعد یہودیوں سے میثاق مدینہ ہوا۔ عیسائیوں کا مشہور وفد، وفد نجران مسجد نبوی میں آکر ٹھہرا مگر آپؐ نے جھوٹے مدعی نبوت اسود عنسی، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ و دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے مسیلمہ کذاب سے کوئی صلح نہیں کی اور نہ ہی کسی قسم کی نرمی برتی۔

(جاری ہے)

قومی اسمبلی سے حلف نامہ میں ترمیم کا ریکارڈ غائب کر دیا گیا

وزارت قانون کے اسٹور روم میں پراسرار آتشزدگی سے بھی اہم دستاویزات ضائع ہو گئیں، ذمہ داران کی نشاندہی راجہ ظفر الحق کی کمیٹی کی رپورٹ سے ہی ممکن، جسے حکومت پیش کرنے میں ٹال مٹول کر رہی ہے، الیکشن سے قبل عدالتی فیصلہ نواز لیگ کے لئے مشکلات کھڑی کر سکتا ہے: ذرائع

وجیہ احمد صدیقی

اسلام آباد ہائی کورٹ نے ختم نبوت حلف نامہ میں ترمیم کے حوالے سے راجہ ظفر الحق کمیٹی کی رپورٹ جمع کرانے کے لئے ۲۰ رفروری کی تاریخ مقرر کر دی ہے۔ دوران سماعت ڈپٹی اٹارنی جنرل ارشد کیانی نے بتایا کہ راجہ ظفر الحق کمیٹی کی رپورٹ ابھی تک فائنل نہیں ہوئی۔ جس پر جسٹس شوکت عزیز صدیقی نے ریمارکس دیئے کہ: ’’یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کمیٹی سربراہ کے دستخط کے باوجود رپورٹ حتمی نہ ہو؟ کیا آپ چاہتے ہیں کہ اسپیکر قومی اسمبلی، چیئرمین سینیٹ سے براہ راست ریکارڈ طلب کریں؟‘‘

ذرائع کا کہنا ہے کہ قومی اسمبلی میں موجود حلف نامہ میں ترمیم کا ریکارڈ غائب کر دیا گیا ہے، جبکہ وزارت قانون کے اسٹور روم میں ۲ رجنوری کو ہونے والی آتشزدگی سے اہم دستاویزات بھی ضائع ہو گئی ہیں۔ اب حلف نامہ میں ترمیم کے ذمہ داران کی نشاندہی راجہ ظفر الحق کمیٹی کی رپورٹ سے ہی ہو سکتی ہے، جسے حکومت عدالت میں پیش کرنے میں ٹال مٹول کر رہی ہے۔

امت کو ذرائع نے بتایا ہے کہ راجہ ظفر الحق رپورٹ کے حوالے سے حکومت کا موقف ہے کہ راجہ ظفر الحق کو پارٹی کے صدر نواز شریف نے حکم دیا تھا کہ وہ حلف نامہ میں ترمیم کے بارے میں تحقیق کریں۔ انہوں نے تحقیق کے بعد رپورٹ نواز شریف کے حوالے کر دی۔ اب یہ نواز شریف کی صوابدید ہے کہ وہ رپورٹ کو پبلک کرتے ہیں یا نہیں۔ معتبر ذرائع کا کہنا ہے کہ حکومت نے کوشش کی ہے کہ ختم نبوت کا حساس معاملہ مزید زیر بحث نہ آئے، کیونکہ اس کے اثرات عام انتخابات پر بھی پڑ سکتے ہیں۔ اسی لئے رپورٹ عدالت میں پیش کرنے سے گریز کیا جا رہا ہے۔ ذرائع کے مطابق قومی اسمبلی سمیت تمام متعلقہ جگہوں سے ختم نبوت کے حلف نامہ میں ترمیم کا ریکارڈ اس لئے غائب کیا گیا کہ کوئی رکن اسمبلی اس ریکارڈ کے ذریعے حلف نامے میں ترمیم کے اصل محرک تک نہ پہنچ سکے۔

ذرائع کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ جن لوگوں کے نام راجہ ظفر الحق رپورٹ میں آئے ہیں، رپورٹ عام ہونے کی صورت میں ان کی جان کو شدید خطرات لاحق ہو سکتے ہیں۔ ایک اور ذریعے کا کہنا ہے کہ نواز لیگ اس معاملے کو دفن کرنا چاہتی ہے تاکہ آئندہ عام انتخابات میں یہ معاملہ انتخابی ایشو نہ بننے پائے۔ لیکن ایسا ہونا ناممکن نظر آ رہا ہے۔ ذرائع کے بقول نواز لیگ حکومت خود اس معاملے کو طول دے رہی ہے۔

تاہم اگر اس کیس کا فیصلہ نگراں حکومت کے دور میں ہوا تو نواز لیگ کو شدید نقصان ہوگا، کیونکہ حکومتی تحقیقاتی کمیٹی کے سربراہ سینیٹر راجہ ظفر الحق ختم نبوت حلف نامہ میں تبدیلی کی سازش کا اعتراف کر چکے ہیں۔ واضح رہے کہ راجہ ظفر الحق کمیٹی کی رپورٹ کے حوالے سے میڈیا میں مختلف باتیں گردش کرتی رہی ہیں۔ کئی اخبار نویسوں نے دعویٰ کیا کہ رپورٹ ان تک پہنچ چکی ہے، لیکن سرکاری ذرائع سے کبھی ان کے دعوؤں کی تصدیق نہیں ہوئی۔ کبھی کہا گیا کہ راجہ ظفر کمیٹی نے ختم نبوت حلف نامے میں تبدیلی سے متعلق رپورٹ میں انکشاف کیا ہے کہ کاغذات نامزدگی میں ختم نبوت کی شق میں تبدیلی وزیر قانون زاہد حامد نے نہیں بلکہ یہ پوری انتخابی اصلاحات کمیٹی کا فیصلہ تھا۔ کاغذات نامزدگی میں تبدیلی کا فیصلہ پہلے ۱۶ رکنی ذیلی کمیٹی نے کیا، اس کے بعد ۳۴ رکنی پارلیمانی کمیٹی نے بھی کیا، ان کمیٹیوں میں تحریک انصاف، پیپلز پارٹی، جماعت اسلامی، ایم کیو ایم، مسلم لیگ (ق) اور جے یو آئی (ف) کے نمائندے بھی شامل تھے۔ کسی نے دعویٰ کیا کہ راجہ ظفر الحق کی رپورٹ کے مطابق حلف نامے میں تبدیلی کی تجویز وزیر مملکت انوشہ رحمان نے پیش کی تھی، کیونکہ انوشہ رحمٰن نے دلیل دی تھی کہ حلف نامہ کی تصدیق کے لئے اوتھ کمشنر کے پاس جانا پڑتا ہے۔ اس لئے حلف کی بجائے اقرار کا لفظ استعمال کیا جائے۔ تاہم ذرائع کے مطابق ۱۶ رکنی انتخابی اصلاحات کمیٹی جس کی سربراہی وفاقی وزیر قانون زاہد حامد کر رہے تھے، نے اس تجویز کی مخالفت کی تھی، لیکن انوشہ رحمٰن نے موقف اختیار کیا کہ ڈکٹیٹر کے دور میں جو نامزدگی فارم بنایا جاتا ہے، اس میں تبدیلی ممکن ہوتی ہے، لہٰذا اسے انتخابی اصلاحاتی ایکٹ میں شامل کیا جائے تاکہ آئندہ اس میں کوئی تبدیلی نہ کی جا سکے، جس کے بعد بالآخر اس تجویز کو مان لیا گیا۔ ایک رپورٹ

میں کہا گیا کہ راجہ ظفرالحق کمیٹی نے اس ترمیم کے ذمہ داران کے خلاف کارروائی کی سفارش کی تھی۔ رپورٹ کے متن میں کہا گیا ہے کہ قائمہ کمیٹی نے ختم نبوت کے حلف نامے میں کوئی ترمیم تجویز نہیں کی تھی۔ کمیٹی نے بل اور اس میں دی گئی ترمیم کے حوالے سے تفصیلی امور کا جائزہ لیا۔ تاہم جب بل ایوان میں پیش ہوا تو جے یو آئی کے سینیٹر حافظ حمداللہ نے حلف نامہ کے متن میں تبدیلی کی نشاندہی کی، جس پر راجہ ظفرالحق نے سینیٹر حافظ حمداللہ کو کہا کہ ان کے موقف کی مسلم لیگ (ن) حمایت کرتی ہے۔ جس کے بعد حافظ حمداللہ نے سیکشن ۲۰۳ کے حق میں ووٹ دیا جو پارٹی صدر کے انتخاب کے حوالے سے تھا۔ حکومت ایک ووٹ سے سینیٹ میں سیکشن ۲۰۳ پاس کرانے میں کامیابی ہوئی، پھر بل اصل حالت میں قومی اسمبلی کو بھجوایا گیا، جہاں سیکشن ۲۰۳ پر اپوزیشن نے مخالفت تو کی لیکن ختم نبوت کے حوالے سے درستگی اتفاق رائے سے کرکے ترمیم دوبارہ سینیٹ کو بھجوائی گئی۔ سینیٹ نے بھی ختم نبوت کا حلف نامہ اتفاق رائے سے بحال کیا اور صدر مملکت کے دستخط کے بعد یہ قانون بن گیا۔ ختم نبوت کے حوالے سے حلف نامے میں تبدیلی حساس معاملہ تھا۔ رپورٹ کے مطابق کمیٹی نے ڈرافٹ تیار کرنے والوں سمیت دیگر امور کو بھی دیکھا اور اس بات پر اتفاق کیا کہ ڈرافٹ کا باریک بینی سے قانونی طور پر جائزہ نہیں لیا گیا۔ رپورٹ میں مولانا فضل الرحمٰن کا حوالہ بھی دیا گیا کہ بحث اور حلف نامے کے حوالے سے ذمہ داریاں پوری نہیں ہوئیں، جبکہ قانون بحال ہونے کے بعد ردعمل کم ضرور ہوا ہے ختم نہیں ہوا۔ ذرائع کے مطابق کمیٹی نے رپورٹ میں ذمہ داران کے خلاف کارروائی کی سفارش کی ہے، تاہم یہ اختیار پارٹی صدر کو دیا گیا ہے۔ رپورٹ میں زاہد حامد اور انوشہ رحمٰن کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ مسودے کو بغور دیکھنا، ان کی ذمہ داری تھی۔ یہ سب باتیں ذرائع ابلاغ میں تو آتی رہیں لیکن ان کی سرکاری سطح پر بھی تصدیق نہیں ہوئی۔ لوگوں میں اس حوالے سے تجسس اور تشویش باقی ہے، لیکن اس دوران یہ ہوا کہ ۲ رجنوری ۲۰۱۸ء کو وزارت قانون کے اسٹور روم میں پراسرار طور پر آگ لگ گئی، جس میں مبینہ طور پر نوازشریف کو پارٹی صدر بنانے والی کمیٹی کی کارروائی کا سارا ریکارڈ جل گیا، جس میں حلف نامہ کو تبدیل کرنے کا ریکارڈ بھی شامل ہے۔ پولیس کے روایتی بیان کے مطابق آگ شارٹ سرکٹ کے باعث لگی اور بہت سی اہم دستاویزات جل کر خاکستر ہوگئیں۔ تاہم فوری طور پر اس بات کا اندازہ نہیں لگایا جاسکا کہ کون سی دستاویزات ضائع ہوئی ہیں۔ واضح رہے کہ پاکستان سیکریٹریٹ کے جس بلاک میں آگ لگی، وہاں وزارت داخلہ اور قانون کے ساتھ حساس اداروں کے دفاتر بھی موجود ہیں۔ بلاک آر کے سیکنڈ فلور پر واقع کمرہ نمبر ۲۲۱ میں اچانک آگ بھڑک اٹھی تھی جس کی زد میں آکر لاجسٹکس ڈویژن، وزارت داخلہ اور قانون کی اہم دستاویزات جل کر راکھ ہوگئیں۔ ذرائع کے بقول اس بات کے قوی امکانات ہیں کہ یہ آگ دانستہ لگائی گئی ہو۔

(روزنامہ امت کراچی، ۱۴رفروری ۲۰۱۸ء)

بقیہ: مولانا غلام محمد ریحان کی رحلت

مولانا فضل الرحمٰن درخواستی نے کہا کہ ’’موت العالم، موت العالَم‘‘ امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا تھا کہ ہمارے حق پر ہونے کے فیصلے ہمارے جنازے کریں گے۔ مولانا منیر احمد ریحان جو کہ مولانا غلام محمد مرحوم کے داماد ہیں نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آج کہروڑپکا کے لوگ یتیم ہوگئے ہیں۔ مولانا ایک بڑی شخصیت کے مالک تھے۔ مولانا غلام محمدؒ کہروڑپکا کے ریحان خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ حفظ قرآن، مدرسہ حفظ القرآن میں قاری محمد امیرالدینؒ سے کیا۔ جامعہ قاسم العلوم ملتان سے دورہ کیا، ممتاز عالم دین مولانا مفتی محمودؒ کے شاگرد تھے، شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانؒ کے مدرسہ تعلیم القرآن پنڈی سے دورۂ تفسیر کیا، شیخ الحدیث مولانا عبداللہ درخواستیؒ سے دورۂ حدیث کیا، بعدازاں مدرسہ حفظ القرآن میں قرآن شریف پڑھاتے رہے جب حافظ عبدالصمد چغتائی نے مدرسہ اشاعت القرآن قائم کیا تو اسی میں صدر مدرس رہے اور پوری زندگی حافظ صاحبؒ کی صحبت میں گزار دی۔ مولانا غلام محمد ریحانؒ مرکزی جامع مسجد تالاب والی میں عرصہ ۳۵ سال تک امامت وخطابت کے فرائض انجام دیتے رہے۔ انہیں خطیب شہر کا نام بھی دیا جاتا تھا، سیاسی طور پر جمعیت علماء اسلام سے وابستہ تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کہروڑپکا تحصیل کے امیر تھے اور ہر ماہ مجلس کا باقاعدہ اجلاس منعقد کرتے تھے۔ ۱۹۷۴ء میں مرزائیوں کے خلاف تحریک میں بھرپور حصہ لیا، اسی طرح تحریک نظامِ مصطفیٰ میں بھی ان کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ مولانا غلام محمد ریحانؒ غیرمتنازعہ شخصیت کے مالک تھے، عبادت گزار اور متقی تھے۔ ان کی وفات سے کہروڑپکا کے لوگ نیک، دیندار، ہردلعزیز شخصیت سے محروم ہوگئے۔ ایسے لوگ مدتوں بعد پیدا ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین۔

عقیدہ ختم نبوت دین کی اساس اور بنیاد ہے

ہر دور میں امت مسلمہ نے اس کی حفاظت کی ہے

آزاد کشمیر اسمبلی کا عظیم الشان کارنامہ

مفتی خالد محمود

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے پیغمبر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

’’اللہ آپ کو لوگوں (ان کی سازشوں) سے بچائے گا۔‘‘ (المائدہ، آیت:۶۷)

اللہ تعالیٰ نے متعدد بار اپنا یہ وعدہ پورا فرمایا اور آپ کو کفار کی سازشوں سے ہر دفعہ محفوظ رکھا، انہوں نے آپ کے قتل کی سازشیں کیں، آپ کو دھوکے سے نقصان پہنچانا چاہا یا کوئی اور سازش کی لیکن کفار ہمیشہ اپنی سازشوں میں ناکام رہے، بلکہ رسوا ہوئے، حفاظتِ خداوندی کا یہ وعدہ آپ کی زندگی میں پورا ہوتا رہا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد بھی اس وعدہ کا ظہور وقتاً فوقتاً ہر دور میں کسی نہ کسی شکل میں ہوتا رہا۔ سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور تاریخ کے اوراق ایسے واقعات سے بھرے پڑے ہیں۔

ایک مرتبہ پھر اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ خداوندی اس طرح ظہور پذیر ہوا کہ 6 رفروری 2018ء کو آزاد جموں وکشمیر کی قانون ساز اسمبلی اور کونسل کے مشترکہ اجلاس میں آزاد جموں وکشمیر کے عبوری آئین میں ترمیمی بل متفقہ طور پر منظور کر کے آئینی طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا۔

اور 6 رفروری کا یہ دن کشمیر کی تاریخ کا سنہری دن بن گیا، اس دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس کا جھنڈا بلند ہوا، آپ کی ختم نبوت کا تحفظ ہوا، ورفعنا لک ذکرک کا ظہور ہوا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن رسوا ہوئے، آپ کی ردائے ختم نبوت کو تارتار کرنے والے ذلیل ہوئے اور آپ کے تاج ختم نبوت پر ڈاکہ زنی کرنے والوں کا منہ کالا ہوا اور وہ کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہے اور آزاد کشمیر کو قادیانی ریاست بنانے کا خواب چکنا چور ہو گیا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہر مؤمن کا سرمایہ ہے بلکہ آپ سے محبت ایمان کا جزو ہے، کوئی شخص اس وقت تک مومن ہی نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کے دل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نہ ہو، بلکہ تمام جہان سے حتی کہ اپنی اولاد، اپنے ماں باپ اور اپنی جان سے بھی آپ زیادہ عزیز نہ ہوں اس وقت تک ایمان مکمل ہی نہیں ہوسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ ہر مسلمان کے دل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دریا موجزن ہوتا ہے وہ ہر بات برداشت کرسکتا ہے لیکن رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں ادنیٰ سی بھی گستاخی برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں اور ہمہ وقت وہ آپ کی عزت وناموس پر مرمٹنے اور اپنی اولاد، اپنا مال، اپنی جان سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار وآمادہ رہتا ہے۔ جب بھی کسی دریدہ دہن نے آنجناب کی شان میں گستاخی کی ناپاک جسارت کی مسلمان اس کو ختم کرنے کے لئے دیوانہ وار میدانِ عمل میں آئے اور اس کا قلع قمع کر کے چھوڑا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں اور جن کی ذات اقدس پر انبیاء کا سلسلہ ختم ہو گیا اور اب قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا۔ آپ کی ختم نبوت کے بعد کسی کا نبوت کا دعویٰ کرنا صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا انکار نہیں بلکہ آپ کی توہین ہے اور صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی نہیں بلکہ تمام انبیاء کی توہین ہے اور خمیت کی دیوار میں سوراخ کرنا اور نقب لگانا دین کے تمام نظام کو درہم برہم کرنا اور اللہ کے فیصلہ کو تسلیم نہ کرنا ہے۔

اسلام کی بنیاد کلمہ طیبہ پر ہے، اس کلمہ کے دو جزو ہیں: اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اعتراف واقرار۔ اور اس اعتراف کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کے سوا کسی مدعی الوہیت کا وجود ناقابلِ برداشت ہے، اسی طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی مدعی نبوت کا بساط نبوت پر قدم رکھنے کی جرأت کرنا بھی لائق تحمل نہیں۔ یہی ’’عقیدۂ ختم نبوت‘‘ کہلاتا ہے جس پر صدرِ اول سے آج تک امت مسلمہ قائم رہی ہے۔ اور اس مسئلہ میں مسلمہ دورائے کا شکار نہیں ہوئی۔ جو لوگ لا الہ الا اللہ

محمد رسول اللہ کے ایمان واقرار سے سرشار ہوکر نورِ ایمان سے منور ہوچکے ہیں اور اسلامی برادری کا حصہ ہونے پر فخر کرتے ہیں، ان پر یہ ذمہ داری عائد کی گئی ہے کہ وہ مشرکوں کی سرکوبی کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باغیوں کے خلاف بھی سینہ سپر ہوجائیں اور جھوٹے مدعیان نبوت کے جھوٹے طلسم کو پاش پاش کرکے رکھ دیں۔ اسی ذمہ داری کا نام ”تحفظ ختم نبوت“ ہے اور تاریخ گواہ ہے کہ امت مسلمہ نے اپنے اس فریضہ سے کبھی غفلت نہیں برتی۔

یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ ہر مسلمان کا دل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے لبریز ہے اور آپ کی محبت کے بغیر ایمان کی تکمیل ہو ہی نہیں سکتی۔ اس لئے امت مسلمہ کے ہر فرد کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت وعقیدت کا مضبوط رشتہ ہے جس پر وہ تمام رشتے ناتے قربان کرسکتا ہے۔ آج دشمنانِ دین اور اعدائے اسلام اس مضبوط رشتہ کو کمزور کرنے اور ختم کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آستانۂ نبوت سے تعلق منقطع کرنے اور اسے کمزور کرنے کے لئے نئی نبوت کا ڈھونگ رچایا گیا اور مرزا غلام احمد قادیانی کے الہامات ومکالمات کے ذریعہ ایک ایسے دین کو پیش کیا گیا جو دین کے نام پر بے دینی کا مجموعہ ہے۔

چودھویں صدی ہجری میں ظاہر ہونے والے فتنوں میں قادیانیت کا فتنہ سب سے بڑا اور منحوس فتنہ تھا جس نے دو بعثتوں کا نظریہ ایجاد کیا۔ دو بعثتوں کا مطلب یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ مکہ مکرمہ میں مبعوث ہوئے اور دوسری مرتبہ (العیاذ باللہ) مرزا غلام احمد قادیانی کی شکل میں قادیان میں مبعوث ہوئے۔ اس طرح مرزا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا منصب خود سنبھال لیا اور آپ کے تمام کمالات وخصوصیات کو اپنی طرف منسوب کرلیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات میں جو آیات نازل ہوئیں وہ سب اپنی ذات پر چسپاں کرلیں۔ اسلامی عقائد کا مذاق اڑایا، انبیاء علیہم السلام کی توہین کی اور انہیں فحش گالیاں دیں، جہاد کو منسوخ کیا تمام امت مسلمہ کو گمراہ اور کافر قرار دیا۔

قادیانیت ایک ایسا خاردار پودا ہے جس کے کانٹوں میں الجھ کر امت کا دامنِ اتحاد تار تار ہوچکا ہے۔ ختم نبوت کا عقیدہ امت کو ایک لڑی میں پروتا ہے اور ان میں وحدت کو قائم کرکے پوری امت مسلمہ کو ایک جسدِ واحد کی طرح بنادیتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا اعلان درحقیقت اس امت پر ایک احسانِ عظیم ہے، اس عقیدہ نے امت کو ایک وحدت کی لڑی میں پرودیا ہے۔ آپ پوری دنیا میں کہیں چلے جائیں اور آپ ہر دور اور ہر عہد کی تاریخ کا مطالعہ کریں، آپ کو نظر آئے گا کہ کسی قوم، کسی زبان، کسی علاقہ اور کسی عہد کا باشندہ ہو اگر وہ مسلمان ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کا ایمان ہے تو ان کے عقائد، ان کی عبادات، ان کے دین کے ارکان، ان کا طریقہ اس میں آپ کو یکسانیت اور وحدت نظر آئے گی۔ جس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پانچ نمازیں فرض تھیں، اسی طرح آج بھی پانچ نمازیں فرض ہیں، ان کے جو اوقات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھے وہی آج بھی ہیں جو اوقات سعودی عرب میں ہیں وہی اوقات امریکا اور یورپ اور ایشیائی ممالک میں ہیں۔ اسی طرح روزہ، حج، زکوٰۃ اور دیگر احکام بھی سب کے لئے یکساں ہیں، یہ سب نتیجہ ہے ختم نبوت کا، اتمام نبوت کا، اکمال شریعت کا۔

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ میں:

” اس عقیدہ نے اسلام کو انتشار پیدا کرنے والی اور ملت کو پارہ پارہ کرنے والی ان تحریکات اور دعوتوں کا شکار ہونے سے بچایا جو تاریخ اسلام کی طویل مدت اور عالم اسلام کے وسیع رقبہ میں وقتاً فوقتاً سر اٹھاتی رہیں۔ اسی عقیدہ کا فیض تھا کہ اسلام ان مدعیانِ نبوت اور محرفین اسلام کا بازیچۂ اطفال بننے سے محفوظ رہا جو تاریخ کے مختلف وقفوں اور عالم اسلام کے مختلف گوشوں میں پیدا ہوتے رہے۔ ختم نبوت کے اسی حصار کے اندر یہ ملت ان مدعیوں کے دست برد اور یورش سے محفوظ رہی جو اس کے ڈھانچے کو بدل کر ایک نیا ڈھانچہ بنانا چاہتے تھے اور وہ ان تمام سازشوں اور خطرناک حملوں کا مقابلہ کرسکی جن سے کسی پیغمبر کی امت اس سے پہلے محفوظ نہیں رہی اور اتنے طویل عرصہ تک اس کی دینی اور اعتقادی یکسانیت قائم رہی۔ اگر یہ عقیدہ اور حصار نہ ہوتا تو یہ امتِ واحدہ ایسی مختلف امتوں میں تقسیم ہوجاتی جن میں سے ہر امت کا روحانی مرکز الگ ہوتا۔ علمی وتہذیبی سرچشمہ الگ ہوتا۔ ہر ایک کی الگ تاریخ ہوتی، ہر ایک کے الگ اسلاف اور مذہبی پیشوا اور مقتداء ہوتے، ہر ایک کا الگ ماضی ہوتا۔

عقیدہ ختم نبوت درحقیقت نوعِ انسانی کے لئے ایک شرف وامتیاز ہے، وہ اس بات کا اعلان ہے کہ نوعِ انسانی سنِ بلوغ کو پہنچ گئی ہے اور اس میں یہ لیاقت پیدا ہوگئی ہے کہ وہ خدا کے آخری پیغام کو قبول کرے۔ اب انسانی معاشرے کو کسی نئی وحی، کسی نئے آسمانی پیغام کی ضرورت نہیں، اس عقیدے سے انسان کے اندر خود اعتمادی کی روح پیدا ہوتی ہے۔ اس کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ دین اپنے نقطۂ عروج کو پہنچ چکا ہے۔“ (قادیانیت مطالعہ وجائزہ)

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"الغرض ختم نبوت صرف ایک دینی مسئلہ اور عقیدہ نہیں ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ کے اس فیصلہ کا عنوان ہے کہ اب سارے انسانوں کے لئے نجات کی آخری شرط بس ہمارے اس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا اور ان کی ہدایت کا اتباع کرنا ہے۔ اس لئے اب قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کو مطمئن اور یکسو ہو کر بس ان کا اتباع کرنا چاہیے۔ انسانوں کی ہدایت اور راہنمائی کے سلسلہ میں یہ ہمارا آخری فیصلہ ہے۔

بس اب جو شخص نبوت کا دعویٰ کرتا ہے یا کسی نئی نبوت کی گنجائش نکالتا ہے وہ اللہ کے اس فیصلے اور اس کے قائم کئے ہوئے اس سارے دینی نظام کو درہم برہم کرنا چاہتا ہے۔ ذرا اس کے دور رس نتائج پر غور کیجیے! یہ دوسری قسم کی اعتقادی گمراہیوں سے بہت مختلف قسم کی بات ہے۔ اس کا اثر پورے دین پر پڑتا ہے۔"

ختم نبوت کے انکار کا نتیجہ کیا ہے، علامہ اقبالؒ نے اس کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"قرآن کریم کے بعد نبوت و وحی کا دعویٰ تمام انبیاء کرام کی توہین ہے یہ ایک ایسا جرم ہے جس کو کبھی معاف نہیں کیا جاسکتا، ختمیت کی دیوار میں سوراخ کرنا دینیات کے تمام نظام کو درہم برہم کردینے کے مترادف ہے، قادیانی فرقہ کا وجود عالم اسلامی، عقائد اسلام، شرافت انبیاء، ختمیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور کاملیت قرآن کے لئے قطعاً مضر ومنافی ہے۔"

(فیضان اقبال، ص:۲۳۵)

عقیدہ ختم نبوت اس امت کی بقا کا ضامن ہے

جب تک یہ ختم نبوت کا عقیدہ موجود ہے یہ امت، امت رہے گی، اگر یہ عقیدہ نہ رہا تو پھر یہ امت بھی نہیں رہے گی بلکہ اُمتیں جنم لیں گی اور امتیں بھی کیا گروہ اور جماعتیں بنیں گی، ایک کھیل تماشا ہوگا، آئے دن کسی گوشہ اور کونہ سے ایک نبی اٹھے گا، ایک ایک شہر سے کئی کئی نبی ابھریں گے، ان میں مناقشت چلے گی ہر ایک اپنے دعویٰ کو موثر بنانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگائے گا اور اپنے ماننے والوں کی تعداد بڑھائے گا اور پھر ان میں مقابلہ بازی ہوگی اور اس طرح اس امت کا اُمت پنا ختم ہوجائے گا اسی لئے علامہ اقبالؒ نے یہ حقیقت واشگاف الفاظ میں بیان کی:

"دین وشریعت تو قائم ہیں کتاب و سنت سے، دین و شریعت کی بقا اور دین و شریعت کا استمرار اور وجود مربوط ہے کتاب و سنت سے، جب تک کتاب وسنت ہے، دین باقی ہے، دین وشریعت باقی ہے لیکن اُمت کی بقاء ختم نبوت کے عقیدے سے ہے۔" (بحوالہ خطبات مفکر اسلام، جلد۵، صفحہ۱۰۹)

اسی لئے اُمت نے ہر دور میں ختم نبوت پر ڈاکہ زنی کرنے والوں کا تعاقب کیا اور انہیں کیفر کردار تک پہنچایا۔ آزاد کشمیر کی اسمبلی کا یہ فیصلہ بھی اُمت مسلمہ کی اسی جہد مسلسل کی ایک کڑی ہے۔ آزاد کشمیر اسمبلی میں یہ بل کس طرح پیش ہوا اور کس طرح اس کی منظوری ہوئی اس کی پوری خبر ملاحظہ فرمایئے:

"مظفر آباد (نامہ نگار) پاکستان میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیئے جانے کی کارروائی کے 44 سال بعد 12ویں آئینی ترمیم کے ذریعے آزاد کشمیر میں بھی قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا۔ منگل کے روز قانون ساز اسمبلی وکونسل کے مشترکہ خصوصی اجلاس کے دوسرے روز ختم نبوت و تحفظ ناموس رسالت ایکٹ 2018ء متفقہ طور پر منظور کرلیا گیا، ایکٹ منظور ہوتے ہی حکومتی اپوزیشن ارکان نے ڈیسک بجا کر حکومت کو داد دی جبکہ گیلری میں موجود علماء کرام اور سول سوسائٹی کی شخصیات نے کھڑے ہوکر خیر مقدم کیا، اسپیکر اسمبلی شاہ غلام قادر نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ ایوان کو بل متفقہ پاس کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں، قبل ازیں وزیر قانون راجہ نثار احمد نے آزاد جموں و کشمیر عبوری آئین (12ویں ترمیم) ایکٹ 2018ء پر کمیٹی آن بلز کی رپورٹ ایوان میں پیش کی اور ترمیم کا مسودہ پڑھ کر سنایا جس کے بعد ایوان میں نئے بل پر بحث کا آغاز کرتے ہوئے پیر سید علی رضا بخاری نے کہا کہ امتناع قادیانیت کے قوانین کی منظوری سے معاشرے سے بہت بڑی برائی کے خاتمے کا موقع پیدا ہوگا اور مسلمانوں کے عقائد کو بھی تحفظ حاصل ہوگا۔ وزیر تعلیم بیرسٹر افتخار گیلانی نے کہا کہ اس بل کی منظوری ہمارے لئے باعث فخر ہے، سحرش قمر نے کہا کہ موجودہ اسمبلی نے یہ بل لاکر عظیم کارنامہ سرانجام دیا، سید شوکت شاہ اور عبدالماجد خان نے کہا یہی بل ہماری بخشش کا سبب بنے گا، عبدالرشید ترابی نے کہا کہ ختم نبوت کے لئے قانون سازی اور آئین سازی کا اقدام تاریخی ہے اسکو تاریخ میں یاد رکھا جائے گا، وزیر اطلاعات مشتاق منہاس نے کہا کہ بل کی منظوری سے فتنہ قادیانیت کا ریاست جموں و کشمیر سے تدارک ہوگا۔" (روزنامہ جنگ، راولپنڈی، 7 فروری 2018ء)

اس بل کا منظور ہونا پوری امت مسلمہ کے لئے خوشی، مسرت اور سعادت کی بات ہے لیکن آزاد کشمیر میں اس بل کا پاس ہونا بہت ہی زیادہ اہمیت کا حامل

ہے جو حضرات آزاد کشمیر کے حالات سے واقف ہیں اور وہاں کے معاملات پر گہری نظر رکھتے ہیں وہ اس کا بخوبی احساس کر سکتے ہیں ان حالات سے واقفیت کے لئے ماضی میں جانا پڑے گا، مختصراً چند اشارات ذکر کرتا ہوں؟

چودھویں صدی عیسوی میں کشمیر کے ایک راجا کے مسلمان ہونے کی وجہ سے کشمیر میں مسلمانوں کی حکومت رہی جو 1700ء کے آخر تک جاری رہی۔ 1819ء میں رنجیت سنگھ نے کشمیر پر قبضہ کیا اور اس طرح وہاں سکھ راج قائم ہوا۔ سکھوں نے کشمیری مسلمانوں پر ظلم وستم کی انتہا کر دی، جب ڈوگرہ راج کا ظلم وستم حد سے بڑھا اور 1931ء میں ان کے ہاتھوں ایک مسلمان کی شہادت ہوئی تو وہاں مسلمانوں کے سینوں میں مدتوں سے پکنے والا لاوا پھٹ پڑا، مظاہرے شروع ہو گئے۔ انڈیا کی سیاسی جماعتوں نے اہل کشمیر کی مظلومیت کا ساتھ دینے کے لئے اس طرف توجہ کی، اس وقت انڈیا پر فرنگی حکومت قائم تھی، فرنگیوں کو یہ خطرہ ہوا کہ روس کی سرحد چونکہ کشمیر سے ملتی ہے اس لئے ان حالات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کہیں روس کشمیر کے راستے انڈیا میں داخل نہ ہو جائے اور اپنا اثر ورسوخ یہاں تک بڑھا لے اس لئے فرنگی اقتدار کو ایسی جماعت اور ایسے افراد کی تلاش ہوئی جو مسلمانوں کی ہمدردیاں بھی حاصل کر سکے اور فرنگی مفادات کا تحفظ بھی کرے اور بیرونی خطرات سے فرنگیوں کو باخبر رکھے اس کے لئے انہیں مرزا غلام احمد قادیانی کا بیٹا اور اس کا دوسرا خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود سب سے زیادہ موزوں نظر آیا، کیوں کہ اس سے مرزا کا پہلا خلیفہ حکیم نور الدین علاج کے بہانے مخبری کا کام انجام دے رہا تھا، اس لئے اس کو مہرے کے طور پر استعمال کرتے ہوئے آگے کیا، اس نے بڑی چالاکی سے پنجاب کے سرکردہ مسلمانوں کو اپنے ساتھ ملایا اور آل انڈیا کشمیر کی بنیاد رکھی۔ اس نے کس طرح بڑے بڑے لوگوں کو اپنے ساتھ ملایا اس کا اندازہ اس سے لگائیے کہ علامہ اقبال اور ان کے بہت سے ساتھی بھی اس کمیٹی میں شامل ہو گئے۔ لیکن جلد ہی علامہ اقبال پر ان کی حقیقت واضح ہو گئی، علامہ صاحب اور ان کے ساتھی اس چال کو جلد سمجھ گئے انہوں نے مرزا بشیر الدین کی قیادت میں کام کرنے سے انکار کر دیا، ان کے احتجاج پر مرزا بشیر الدین کو کمیٹی کی سربراہی سے ہٹا دیا گیا اور علامہ اقبال کو کمیٹی کا سربراہ بنایا گیا۔ بعد میں علامہ صاحب نے اس کمیٹی کو ہی ختم کر دیا، اس وقت سے مرزا بشیر الدین نے اپنے مہرے اور وفادار جگہ جگہ کشمیر میں فٹ کر دیئے اور ان کو کشمیر میں مداخلت کرنے اور اپنے مذموم عزائم کو پورا کرنے کے لئے راستہ ملا اور انہوں نے اپنی سرگرمیوں کے لئے کشمیر کو بیس بنایا اور ریاست کشمیر کو قادیانی ریاست بنانے کے خواب دیکھنے لگے۔ پھر جب 1947ء میں ملک تقسیم ہوا تو ریاستوں کو اس بات کی آزادی دی کہ وہ انڈیا یا پاکستان میں سے جس کے ساتھ چاہیں الحاق کر لیں۔ کشمیر کو مسلم اکثریت کی بنا پر پاکستان کا حصہ ہونا چاہئے تھا، لیکن فرنگی اور اس کے خود کاشتہ پودے قادیانی گروہ نے ایک بار پھر سازش کی، پنجاب کی سرحدات کے تعین کے لئے ریڈکلف ایوارڈ کے سامنے قادیانی نمائندے ظفر اللہ خان نے ضلع گورداسپور کے بارے میں مسلمانوں کے موقف کو نقصان پہنچایا۔ ضلع گورداسپور میں قادیانیوں نے اپنے آپ کو مسلمانوں سے الگ قرار دیتے ہوئے اپنا موقف جداگانہ پیش کیا اور قادیان کو کھلا شہر قرار دینے کا مطالبہ کیا۔ قادیان تو کھلا شہر نہ بن سکا، البتہ قادیانیوں کی اس حرکت کے باعث ضلع گورداسپور کو غیر مسلم اکثریت کا علاقہ قرار دے کر انڈیا کے حوالے کر دیا گیا، جس کی وجہ سے انڈیا کو کشمیر کے لئے راستہ مل گیا۔ یہیں سے کشمیر کو بھارت کے تسلط میں دینے کی سازش کی ابتداء ہوئی، کیوں کہ اگر گورداسپور انڈیا کے پاس نہ جاتا تو کشمیر پر انڈیا کے تسلط کی کوئی راہ نہ تھی۔

قیام پاکستان کے بعد پہلا وزیر خارجہ سر ظفر اللہ قادیانی بنا جس نے قادیانیت کو خوب تقویت پہنچائی اور اس کے اثر ورسوخ کی وجہ سے کشمیر میں ان کی سرگرمیاں مزید تیز ہو گئیں اور ان کا اثر ورسوخ بڑھتا چلا گیا، وہ حکومتی مناصب تک بھی پہنچے اور حکومتی معاملات میں بھی اثر انداز ہوتے رہے۔ (جاری ہے)

ختم نبوت کانفرنس، تلہار

بدین (مولانا محمد حنیف سیال) ۱۳ر فروری ۲۰۱۸ء کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام عظیم الشان تحفظ ختم نبوت کانفرنس پبلک پارک تلہار ضلع بدین میں حضرت مولانا خان محمد جمالی کی سرپرستی اور مولانا فتح محمد مہیری کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ نقابت کے فرائض مولانا محمد حنیف سیال مبلغ بدین نے سرانجام دیئے۔ قاری عبدالرزاق جمالی کی تلاوت سے کانفرنس کا آغاز کیا گیا، جبکہ ہدیہ نعت حافظ سعید احمد راجپر نے پیش کیا۔ کانفرنس سے مولانا قاضی احسان احمد مرکزی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، مولانا توصیف احمد مبلغ حیدرآباد، مولانا افتخار احمد مبلغ میرپور خاص کے بیانات ہوئے۔ مقررین نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت وعظمت کو اجاگر کرتے ہوئے فتنۂ قادیانیت کی سازشوں کو بے نقاب کیا اور سامعین سے قادیانی مصنوعات کے بائیکاٹ کا عہد لیا۔ اس کانفرنس میں قاری عبدالواحد فاروقی، مولانا محمد اسماعیل خاصخیلی، مولانا سید خلیل احمد شاہ، مولانا عبدالحمید کھٹی ودیگر علماء کرام نے بھی شرکت کی۔ کانفرنس حضرت مولانا محمد عیسیٰ سموں کے دعائیہ کلمات پر اختتام پذیر ہوئی۔

تحریک تحفظ ختم نبوت

۱۹۵۳ء تا ۱۹۷۴ء ایک نظر میں

مجاہدین کے سرخیل تحفظ ختم نبوت امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا نام ہمیشہ درخشندہ رہے گا

حافظ محمد امین، (سابق جنرل سیکریٹری مجلس احرار اسلام، گوجرہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ)

قارئین گرامی! اس مقدس تحریک تحفظ ختم نبوت میں جن جن بزرگوں، علماء کرام اور خواص و عام مسلمانانِ ملت نے اپنے اپنے طور پر، اپنے اپنے انداز میں جتنا جتنا بھی حصہ لیا وہ نہایت قابل احترام، ذی وقار اور بارگاہ ایزدی میں خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور سرخرو پیش ہوں گے۔

اس عظیم الشان کارنامے کا سب سے پہلا اور سب سے بڑا اعزاز خلیفہ اول حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حاصل ہے، جنہوں نے بارہ سو صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین اور تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ کی قربانی دے کر اس کو نشان راہ بنایا اور امت مسلمہ پر یہ واضح کر دیا کہ آپ کو اسی صدیقی سنت پر تا قیامت عمل پیرا اور گامزن رہنا ہے اور جتنے بھی جھوٹے مدعی نبوت اور دجال اس میں رخنہ اندازی کریں ان کا سدباب امت کے ذمہ ہے۔

برصغیر میں جب اس منکرین ختم نبوت کے فتنہ نے قادیان سے جنم لیا تو سب سے پہلے علماء کرام لدھیانہ نے اس کی سرکوبی کی اور اس کے اسلام اور مسلمانوں کے لئے خطرناک عزائم سے روشناس کرایا۔ مجلس احرار اسلام نے جب سیاسی میدان میں بحیثیت جماعت قدم رکھا تو اپنے سیاسی عزائم آزادیٔ ملک میں سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ مذہبی و دینی اقدار کا خیال کرتے ہوئے اپنی جماعت میں الگ ایک شعبہ تبلیغ بھی قائم کیا جو اسلامی تہذیب و ثقافت، دینی حمیت اور اسلام اور مسلمانوں کے خلاف غیر مسلم اقوام، انگریز، ہندو، سکھ یہود وغیرہ کے ناپاک عزائم سے قوم کو آگاہ کرنا اس کے پروگرام میں شامل کیا، اسی ضمن میں جب اس انگریز کے خود ساختہ پودے نے پر پرزے نکالے تو اس کے سدباب کا جماعتی طرز پر تعاقب کرنے کا کام اسی شعبۂ تبلیغ مجلس احرار اسلام کے ذمہ لگایا گیا۔

پاکستان کے معرض وجود میں آجانے کے بعد اس فتنۂ قادیانیت نے پر پرزے نکالنے شروع کئے، مرزا بشیر الدین نے اپنی تقریروں اور ماہنامہ الفضل اور دیگر اپنے رسائل میں تحریراً اپنی جماعت کے لوگوں کو کہا کہ آپ لوگ اپنی رفاہی سرگرمیوں کی آڑ میں عوام الناس میں اپنی تبلیغ جاری رکھیں اور صوبۂ بلوچستان میں تھوڑی آبادی ہے اور وہاں کے لوگوں کا دینی شعور بھی زیادہ پختہ نہیں ہے تو وہاں زیادہ تبلیغ کریں تاکہ ایک صوبہ تو ہمارا بن جائے۔ اسی سازش کے تحت لائل پور (فیصل آباد) میں ایک قادیانی ایڈیشنل سیشن جج غلام علی کی تقرری کرائی گئی اور شہر میں ایک تانگہ پر اسپیکر فٹ کر کے یہ اعلان کرایا گیا کہ آج دوپہر بوڑھاں والی گراؤنڈ میں قادیانی جماعت کا ایک جلسہ عام ہوگا جس میں لوگوں کو شرکت کی دعوت دی جاتی تھی۔

میری ڈیوٹی اس وقت لائل پور میں تھی جب ہم لوگوں نے یہ اعلان سنا تو فوری طور پر مولانا تاج محمود صاحب کا کیبن اور مرزا جانباز کا اسٹال کتابوں کا میرے دفتر کے پاس ہی تھا، ہم نے جماعت سے مشورہ کر کے ایک تانگہ پر اسپیکر فٹ کر کے شہر میں اعلان شروع کرا دیا کہ آج بعد دوپہر بوڑھاں والی گراؤنڈ میں مجلس احرار اسلام کا ایک عظیم الشان جلسہ ہو رہا ہے جس میں عوام الناس کو جلسہ میں پہنچنے کی درخواست کی جاتی ہے۔ آپ حضرات وقت مقررہ پر جلسہ میں پہنچ جائیں۔ ہمارا خیال یہ تھا کہ دونوں متحارب گروپوں کے جلسوں کا اعلان جب لائل پور کی انتظامیہ کو پتہ چلے گا تو وہ دونوں جلسے ملتوی کرا دے گی تاکہ شہر کا امن خراب نہ ہو اور مرزائیوں کا یہی مقصد یہ تھا بلکہ یہ ایک خطرناک اسکیم تھی کہ ایک پبلک جلسہ عام ہم لائل پور میں کرنے میں کامیاب ہو گئے تو پھر ہر شہر میں ہمیں جلسے کرنے کا جواز مل جائے گا۔ مجلس احرار کو بھی یہی خطرہ تھا کہ وہ اگر آج یہاں پبلک جلسہ کرنے میں کامیاب ہو گئے تو پھر یہ پورے ملک میں بھی کریں گے تو ان کے اس جلسے کو بہر حال ہمیں روکنا ہے۔ انتظامیہ نے سازش کے تحت دونوں جلسوں کو نظر انداز کر کے پابندی نہیں لگائی کیونکہ ان کو ایڈیشنل سیشن جج کی حمایت حاصل تھی، مولانا تاج محمود صاحب، مرزا جانباز اور راقم جب گراؤنڈ میں ان کا جلسہ ہو رہا تھا، ایک آدمی تقریر کر رہا تھا

خیال تھا کہ وہ لوگ آ کر پنڈال لگائیں گے، دریاں، کرسیاں بچھائیں گے اتنے میں ہم اپنا جلسہ ختم کر کے چلے جائیں گے۔ ہم نے پنڈال لگانے کی بجائے جب ان کو جلسہ کرتے دیکھا تو سیدھے ان کے جلسہ میں پہنچ گئے اور مرزا جانباز نے وہاں پہنچتے ہی یہ کہا کہ آپ جلسہ نہیں کر سکتے تو انہوں نے یہ سنتے ہی ان کی کرسیوں کے نیچے جو لاٹھیاں، ڈنڈے و دیگر ہتھیار وغیرہ چھپائے ہوئے تھے ان سے ہم پر حملہ کر دیا، جس کے نتیجے میں مولانا تاج محمود صاحب کا ہاتھ ٹوٹ گیا، مرزا جانباز کے سر پر چوٹ لگی اس وقت تک بہت سے لوگ گراؤنڈ میں پہنچ چکے تھے، جب مرزائیوں نے دیکھا کہ بہت سارے مسلمان آ گئے ہیں تو وہ اپنا جلسہ، پنڈال، کرسیاں سب کچھ چھوڑ کر اپنی جان بچا کر بھاگ گئے، بعد میں مولانا تاج محمود صاحب اور مرزا جانباز نے مختصر خطاب کیا اور ہم وہاں سے آ گئے جب یہ ہنگامہ ہو رہا تھا اس وقت پولیس پہنچی پھر دونوں پر پرچہ درج ہوا نقص امن کا۔

یہ واقعہ ۱۹۵۱۔۱۹۵۲ء کا ہے۔ اس کے بعد مجلس احرار اسلام نے ایک جلسہ ربوہ کے قریب شہر چک جھمرہ میں کیا وہاں ایک بڑا زمیندار عصمت اللہ مرزائی تھا، اس کا علاقے پر بہت دبدبہ تھا جب فیصل آباد اور قرب و جوار سے لوگ چک جھمرہ پہنچے تو اسٹیشن پر بڑا ہجوم تھا وہاں کسی بات پر مرزائیوں سے مسلمانوں کا جھگڑا ہو گیا، کافی مار پیٹ ہوئی تو عصمت اللہ نے اپنے اثر و رسوخ سے گلزار احمد اسٹیشن ماسٹر اور صوفی محمد اقبال ٹکٹ کلکٹر پر پرچہ کٹوا دیا کہ ان کی شہ پر ہمارے لوگوں کو مارا گیا ہے، حالانکہ وہ اپنی ڈیوٹی پر تھے ان کا اس معاملے سے کوئی تعلق نہیں تھا، تو اس معاملے کی ... کے لئے ڈی ایس پی صاحب ریلوے ... چک جھمرہ آئے تو مجھے مولانا تاج محمود صاحب نے بلا کر کہا کہ ہم لوگوں کو گلزار اور صوفی اقبال کے لئے چک جھمرہ جانا ہے تا کہ ان کی صفائی دیں اور ان کی جان بچ جائے، ہم بھی پہنچ گئے۔ ڈی ایس پی شریف آدمی تھا اس نے خود ہی کہا کہ لڑائی پبلک کے مابین ہوئی ہے، یہ دونوں تو اپنی ڈیوٹی پر تھے ان کو خواہ مخواہ ملوث کیا جا رہا ہے تو اس معاملے کو ختم کرا دیا گیا تو ان دونوں مسلمانوں کی جان اور ملازمت بچ گئی۔

جہاں جہاں بھی جو مرزائی بااثر تھے انہوں نے اپنے اپنے علاقوں میں مسلمانوں کو تنگ کیا ہوا تھا، ان کی وجہ سے سرکاری ملازمین بھی ان سے ڈرتے تھے اور مسلمانوں کی ہمنوائی نہیں کرتے تھے۔ قادیان میں تو ان کی اپنی حکومت تھی، سب فیصلے وہ خود اپنے اوطاق میں کرتے تھے۔ جب مجلس احرار اسلام نے قادیان میں قدم رکھا تو لوگوں نے سکھ کا سانس لیا اس سے پہلے تو وہاں کے مسلمانوں کی جو حالت تھی وہ قابل رحم تھی۔ فاتح قادیان مولانا محمد حیات صاحب نے قادیانیوں کے ظلم سے لوگوں کو نجات دلائی۔

قارئین گرامی! جب مجلس احرار نے پورے ملک میں اس قادیانی فرقے کے خلاف گاؤں گاؤں، بستی بستی، شہر بہ شہر، ان کا پوسٹ مارٹم کیا تو عوام الناس کو پتہ چلا کہ یہ تو مسلمانوں کا فرقہ نہیں ہے بلکہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کفر کا ایک حربہ ہے جو مسلمانوں کو مرتد بناتا ہے۔ اس سلسلے میں مجلس احرار اسلام کے مبلغوں سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مولانا عبدالرحمن میانویؒ، مولانا لال حسین اخترؒ، مولانا محمد حیاتؒ، فاتح قادیان، مولانا گل شیر شہیدؒ و دیگر مبلغین ختم نبوت نے پورے ملک میں عمائدین حکومت اور گلی کوچوں اور بازاروں میں ان کے گھناؤنے عزائم سے پردہ اٹھایا تو لوگوں پر ان کی اصلی حقیقت ظاہر ہوئی۔ اس سے پہلے پنجاب کے علاوہ پورے ملک میں ان کو کوئی غیر مسلم نہیں سمجھتا تھا، عوام یہ جانتے تھے کہ یہ بھی دیوبندی، بریلوی، اہلحدیث، شیعہ سنی طرز کا ایک مسلمانوں کا ہی فرقہ ہے۔

قارئین گرامی! تقسیم ملک سے پہلے بھی مجلس احرار اسلام نے اس فرقہ کے خلاف بھرپور انداز میں اس کی سرکوبی کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیا گو انگریز نے اپنے اس پودے کی آبیاری کے لئے احرار جماعت پر ہر طرح سے پابندی لگانے کی کوششیں کیں مگر مجلس احرار نے ان کا پیچھا نہیں چھوڑا اور ہر میدان میں ان کا مقابلہ کیا اور مرزا بشیر الدین محمود قادیانی کو ہر مرتبہ خفت اٹھانی پڑی۔

اس کے بعد مجلس احرار اسلام نے اپنے تبلیغی شعبہ کی بجائے انجمن تحفظ ختم نبوت کے نام سے باقاعدہ انجمن بنا کر اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے شاہ جیؒ نے مولانا محمد علی جالندھریؒ کے سپرد کی اور انجمن نے مجلس تحفظ ختم نبوت کا پہلا امیر شاہ جیؒ کو بنا کر اپنا کام شروع کیا، پھر آہستہ آہستہ جب حکومت نے اس طرف توجہ نہیں دی تو مولانا محمد علی جالندھریؒ نے تمام فرقوں کے علماء کرام کی ایک مجلس بنانے کا فیصلہ کیا اور اس کا ایجنڈا بنا کر راقم کی ڈیوٹی لگائی کہ اس ایجنڈے پر لاہور میں موجود تمام مسالک کے علماء کرام کے دستخط کرا کر آپ مجھے دیں، لہٰذا میں نے حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ، مولانا ابوالحسنات محمد احمد قادریؒ، مولانا محمد داؤد غزنویؒ، مولانا حافظ کفایت حسین، سید مظفر علی شمسی و دیگر علماء کرام کے دستخط کرائے، مولانا مودودی صاحب کے مکان اچھرہ لاہور پر میں دو دفعہ حاضر ہوا مگر مولانا سے ملاقات نہ ہو سکی، ویسے بقول شاہ صاحب کہ مجلس عمل کے اجلاس میں مولانا مودودی صاحب میرے پاس بیٹھے تھے۔

اس مجلس عمل کا پہلا اجلاس مسلم محمدی ہال بیرون موچی دروازہ لاہور میں منعقد ہوا۔ جس میں راست اقدام کا فیصلہ ہوا اور اسی فیصلے پر عمل کرتے

ہوئے کراچی کے جلسہ میں علماء کرام نے حکومت سے اپنے مطالبات:

ا:... مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

۲:... سر ظفر اللہ کو وزیر خارجہ کے عہدہ سے ہٹایا جائے۔

۳:... مرزائیوں کو حکومت کے تمام کلیدی عہدوں سے برطرف کیا جائے۔

اس جلسہ کے بعد حکومت نے مجلس عمل کے تمام علماء کرام کو گرفتار کر کے جیل میں بند کر دیا۔

دوسرے دن اخبارات میں خبر چھپی کہ مجلس عمل کے تمام علماء کرام کو گرفتار کر کے جیل میں بند کر دیا گیا۔ اس پر پورے ملک میں احتجاج ہوا، فیصل آباد کی جماعت نے اسی رات کو جامع مسجد فیصل آباد کچہری بازار میں بعد نماز عشاء احتجاجی جلسہ کیا اور فیصلہ کیا کہ آئندہ جمعہ کو بعد نماز جمعہ جامع مسجد سے جلوس نکال کر احتجاجی جلسہ کیا جائے گا اور گھنٹہ گھر چوک میں گرفتاریاں پیش کی جائیں گی۔ اختتام جلسہ پر جماعتی لیڈر، ورکر سب دفتر مجلس احرار میں کچھ دیر بیٹھ کر اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔

مولانا عبدالرحیم اشعرؒ مبلغ ختم نبوت اور راقم دونوں دفتر میں رہتے تھے، مولانا چھٹی پر اپنے گھر گئے ہوئے تھے، میں بھی سو گیا۔ صبح میں اپنی ڈیوٹی پر لاہور کے لئے بس ۶ بجے کا ٹائم روانہ کر کے فارغ ہوا تو کسی شخص نے میرے کان میں آہستہ سے یہ کہا کہ مولانا عبیداللہ احرار اور مرزا جانباز کو پولیس رات گرفتار کر کے لے گئی، جب میں نے یہ سنا تو اسی وقت اپنا کیش وغیرہ متعلقہ کاغذات اپنے ساتھی بکنگ کلرک محمد افضل کے سپرد کر کے یہ کہا کہ: ''میں جا رہا ہوں اور پتہ نہیں آؤں گا یا نہیں'' یہ کہہ کر سیدھا مرزا جانباز کے گھر سنت پورہ پہنچا، وہاں جماعتی ورکر یعقوب اختر، عالم منہاس، عبدالمجید اور بہت سے لوگ بھی جمع تھے۔

ہم جماعتی دوستوں نے وہاں سے الگ ہو کر مشورہ کیا کہ اب کیا کرنا چاہئے؟ تو میں نے یہ کہا کہ ہم نے رات فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ جمعہ کو ہم احتجاج کر کے گرفتاریاں پیش کریں گے، میرا خیال ہے کہ ابھی جمعہ میں دو تین دن باقی ہیں، ان دنوں میں ہم جو ورکر ہیں انہیں پولیس گرفتار کرے گی، معاملہ ٹھپ ہو جائے گا، میرا خیال ہے لاوا پکا ہوا ہے ہم آج ہی بلکہ ابھی ایک تانگہ پر اسپیکر لگا کر شہر میں اعلان کرا دیں کہ آج بعد نماز ظہر جامع مسجد کچہری بازار مجلس احرار اسلام کا مجلس عمل کے علماء کی گرفتاری پر احتجاجی جلسہ ہو گا اور گھنٹہ گھر چوک پر رضا کار اپنی گرفتاریاں پیش کریں گے۔ میں گوجرہ جا کر آج ہی جلسہ کر کے یہی اعلان وہاں کر کے کام شروع کر دوں گا۔

دوستوں نے میری بات سے اتفاق کیا، لائل پور اور گوجرہ میں بھی اسی دن سے احتجاج شروع ہو گیا اور گرفتاریاں بھی شروع ہو گئیں، اللہ کے فضل و کرم اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی برکت اور حرمت کی بنا پر یہ ابتدا جو ہوئی اس کا انجام ایسا تاریخی ہوا، جس کی مثال دنیا کی کسی تحریک میں نہیں ملے گی کہ عوام کی تحریک میں حکومت کا سیکریٹریٹ کا عملہ بھی شامل ہوا ہو۔

ایک روز مولانا مجاہد الحسینی صاحب نے مجھ سے کہا کہ میرے خیال میں تحریک ۱۹۵۳ء کی ابتداً لاہور سے ہوئی مگر سی آئی ڈی کی رپورٹ کہتی ہے کہ تحریک کی ابتدا لائل پور سے ہوئی، تو میں نے جب یہ سارے واقعات مجاہد الحسینی صاحب کو بتائے تو پھر انہیں یقین آ گیا کہ واقعی ابتدا فیصل آباد سے ہوئی۔

جس رات مولانا عبیداللہ احرار، مرزا جانباز گرفتار ہوئے تو مولانا عبیداللہ کا بیٹا سیف الرحمن نے بھاگ کر مولانا تاج محمود صاحبؒ کے مکان ریلوے اسٹیشن پر پہنچ کر مولانا کو بتایا تو وہ وہاں سے نکل گئے اور پولیس کے ہاتھ نہیں آئے۔

(جاری ہے)

مولانا محمد رضوان القاسمی سے بے تکلفی کا ایک دلچسپ واقعہ

''...مولانا محمد رضوان القاسمیؒ کے ساتھ شبانہ روز رہنے کی وجہ سے بڑی بے تکلفی بھی تھی، گاہ بگاہ مولانا کی رگ ظرافت پھڑک اٹھتی اور مجلس زعفران زار ہو جاتی، میں بھی... جب ان کا موڈ خراب ہوتا.. ان کے ظریفانہ مذاق سے فائدہ اٹھایا کرتا، ایک بار ظہر کے وقت اپنے دولت خانہ سے تشریف لائے، اچانک مجھے اور مدرسہ کے ایک منتظر استاذ نیز ایک خادم کو بلایا اور شہر سے تقریباً ڈیڑھ سو کلو میٹر کے فاصلہ پر واقع مدرسہ کی ایک شاخ کی طرف چل دیے۔ صورت حال یہ تھی کہ ہم لوگوں نے کھانا نہیں کھایا تھا اور مولانا دوپہر کے کھانا سے فارغ ہو کر آئے تھے، بھوک کا شدید احساس تھا، مولانا کے پاس ولحاظ میں کوئی بول نہیں رہا تھا، جب خاصا وقت گزر گیا تو میں نے عرض کیا:

''ہم لوگوں سے ایک بڑی غلطی ہو گئی'' مولانا نے فرمایا: ''وہ کیا؟'' میں نے عرض کیا: ''ہم لوگ کچھ پتھر ساتھ نہیں لائے'' مولانا کو بڑی حیرت ہوئی، کہنے لگے: ''یہاں پتھر کا کیا کام ہے؟'' میں نے عرض کیا: ''پتھر ہوتے تو پیٹ پر باندھ لئے جاتے، شاید کچھ بھوک کم ہو جاتی اور اضطراری طور پر ایک سنت کو ادا کرنے کا اجر بھی حاصل ہو جاتا''، مولانا بہت ہنسے، خوب محظوظ ہوئے اور ڈرائیور سے کہا کہ آگے جو ڈھابہ آئے اس پر گاڑی روک دی جائے۔ اس طرح کی بے تکلفی مولانا کے مزاج میں تھی اور اس میں وہ بڑے چھوٹے کا فرق نہیں کرتے تھے۔''

(وہ جو بیچتے تھے دوائے دل: 593، از: مولانا خالد سیف اللہ رحمانی)

انتخاب: مولانا سید محمد زین العابدین، کراچی

رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام

(۱۶)

حافظ عبیداللہ

اور پہلے مرزائی خلیفہ حکیم نورالدین بھیروی نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے خطبہ کا ترجمہ کرتے ہوئے یوں لکھا:

''اور ابوبکر نے کہا، اور محمد تو ایک رسول ہے، پہلے اس سے بہت رسول ہو چکے۔'' (فصل الخطاب المقدمۃ اہل الکتاب، صفحہ 28)

آپ نے دیکھا کہ ان دونوں تحریروں میں کہیں بھی ''سب کے سب رسول مرچکے'' کا کوئی اشارہ تک نہیں بلکہ حکیم نورالدین نے تو صاف طور پر لفظ ''بہت رسول ہو چکے'' لکھ کر بتا دیا کہ یہاں تمام کے تمام رسول مراد نہیں، نیز ''خلت'' کا ترجمہ بھی ان دونوں جگہ کسی نے بھی ''موت'' نہیں کیا، لیکن جب مرزا نے وفات مسیح علیہ السلام کے لئے قرآن سے دلائل ڈھالنے کی کوشش کی تو اس نے یہ قلابازی کھائی کہ اس آیت میں الرسل سے مراد سب کے سب رسول اور خلت سے مراد ہے کہ مر چکے۔ (جبکہ خلا یخلو کا حقیقی معنی موت ہرگز نہیں)۔

علاوہ ازیں یاد رہے کہ مرزا قادیانی نے تو سورۃ المرسلات کی آیت نمبر 11 میں تحریف معنوی کرتے ہوئے لفظ ﴿الرسل﴾ جو کہ رسول کی جمع ہے سے ایک جگہ صرف اپنی ذات کو مراد لیا ہے اور یہ بات لکھی ہے کہ الرسل کا لفظ کبھی مفرد پر بھی بولا جاتا ہے، ملاحظہ فرمائیں:

''اور پھر ایک جگہ فرمایا واذا الرسل اقتت اور جب رسول وقت مقررہ پر لائے جائیں گے یہ اشارہ درحقیقت مسیح موعود کے آنے کی طرف ہے اور اس بات کا بیان مقصود ہے کہ وہ عین وقت پر آئے گا اور یاد رہے کہ کلام اللہ میں رُسل کا لفظ واحد پر بھی بولا جاتا ہے اور غیر رسول پر بھی اطلاق پاتا ہے۔'' (شہادۃ القرآن، رخ6، صفحہ 319)

سورۃ المرسلات کی اس آیت کریمہ میں قیامت کے دن کا ذکر ہے جب تمام رسول جمع کئے جائیں گے، لیکن مرزا قادیانی اس سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہا ہے کہ اس میں صرف مسیح موعود کا ذکر ہے، اب سوال ہوتا تھا کہ مسیح موعود تو مفرد ہے جبکہ آیت میں ﴿الرسل﴾ جمع ہے، تو مرزا نے یہ شوشہ چھوڑا کہ اللہ کے کلام میں رُسل یعنی جمع کا لفظ بھی واحد پر بھی بولا جاتا ہے، ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی بوقت ضرورت قرآن کریم کی آیات میں اپنی احمقانہ منطق کے مطابق تحریف معنوی کیا کرتا تھا، یہاں کہتا ہے کہ الرسل کا لفظ کبھی واحد پر بھی بولا جاتا ہے اور قد خلت من قبلہ الرسل میں اس کا اصرار ہے کہ اس کا یہ مفہوم ہے کہ تمام کے تمام رسول مر چکے ہیں۔

نیز متوفیک کا معنی ممیتک کرنے سے وفات مسیح کیسے ثابت ہوئی؟ کون اس بات کا منکر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو موت آنی ہے؟ جن حضرات نے متوفیک ورافعک الی میں [توفی] سے موت مراد لی ہے وہ یہاں تقدیم وتاخیر کے قائل بھی ہیں اور یہی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا عقیدہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع پہلے ہوا اور وفات آخری زمانہ میں ہوگی (امام سیوطیؒ نے اپنی تفسیر درمنثور میں ان سے پوری سند کے ساتھ یہ روایات ذکر کی ہیں)، نیز تفسیر ابن ابی حاتم اور ابن کثیر کے حوالہ سے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی وہ روایت پہلے گذری جس میں آپ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کے گھر کی کھڑکی سے آسمان پر اٹھا لیا گیا، پھر کتب تفاسیر میں بعض ائمہ سے یہ بھی منقول ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے صرف تین پہر کے لئے موت دی تھی تاکہ ان کا رفع کرلیا جائے (حضرت وہب بن منبہؒ سے یہ تفسیر منقول ہے۔ دیکھیں تفسیر طبری)۔

یاد رہے کہ ''توفی'' کے معنی میں کتب تفاسیر میں مختلف اقوال منقول ہیں لیکن تمام لوگوں کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جسم سمیت آسمان کی طرف رفع ہوا اور وہ قرب قیامت نازل ہوں گے، رہی یہ بات کہ رفع سے پہلے انہیں کچھ دیر کے لئے وفات دی گئی یا نہیں؟ تو اکثر کہتے ہیں کہ بحالتِ ہوش وحواس اٹھا لیا گیا، بعض کا یہ کہنا ہے کہ یہاں [توفی] سے مراد نیند ہے جیسے مشہور تابعی حضرت ربیع وغیرہ یعنی اللہ نے آپ کو سلا دیا اور پھر آپ کا رفع کیا، اور کچھ کہتے ہیں کہ اللہ نے انہیں کچھ دیر کے لئے موت دیدی تھی تاکہ ان کا رفع کرلیا جائے اور پھر زندہ کردیے گئے (توفی کے یہ تینوں معانی آگے امام ابن تیمیہؒ کے حوالے سے بیان ہوں گے)۔

پھر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ امام بخاریؒ نے

اپنی صحیح میں باب نزول عیسیٰ بن مریم تو قائم کیا ہے، لیکن کہیں بھی باب وفات عیسیٰ بن مریم قائم نہیں کیا، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے قائل ہیں، پھر اسی باب نزول عیسیٰ بن مریم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی وہ روایت لائے ہیں جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا اللہ کی قسم کے ساتھ زبان نبوی ﷺ سے بیان کیا گیا ہے، اور پھر اسی روایت کے آخر میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے قرآن کی آیت سے بھی استشہاد کیا ہے کہ جب عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو اس وقت کے تمام اہل کتاب آپ پر ایمان لے آئیں گے (دیکھیں، صحیح بخاری: حدیث نمبر 3448) یہ وہی حدیث ہے جس کی وجہ سے مرزا قادیانی نے صحابی رسول حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پر اپنا غصہ نکالا ہے اور انہیں "کم سمجھ، اچھی درایت نہ رکھنے والا اور غبی" وغیرہ لکھا ہے (اعجاز احمدی، رخ 19، صفحہ 127) لیکن امام بخاریؒ نے یہ روایت باب نزول عیسیٰ بن مریم میں ذکر کی اور اس پر کوئی تبصرہ نہیں فرمایا یعنی وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی بات سے متفق ہیں، الغرض امام بخاریؒ رحمۃ اللہ علیہ کو وفات مسیح کا قائل بتانا سراسر مرزائی دجل ہے۔

مرزا قادیانی کا ایک مغالطہ

مرزا قادیانی نے حدیث کے الفاظ میں تحریف معنوی کر کے ایک مغالطہ بار بار دینے کی کوشش کی ہے، حدیث کے الفاظ ہیں کہ "کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم ......" اس وقت تمہاری حالت (مارے خوشی کے) کیا ہوگی جب مریم کے بیٹے تمہارے اندر اتریں گے اور اس وقت تمہارا امام تمہی میں سے ہوگا، مرزا قادیانی نے اس کا ترجمہ جگہ جگہ یہ کیا ہے کہ "ابن مریم تمہارے اندر نازل ہوں گے اور وہ تمہارے اندر سے تمہارے امام ہوں گے" اور پھر یہ دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے کہ امام بخاری نے یہ حدیث روایت کی ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ جس مسیح نے آنا ہے وہ اسی امت میں سے اس کا امام ہوگا۔

حدیث کے ان الفاظ کا یہ مفہوم مرزا کا من گھڑت ہے، کیونکہ صحیح مسلم و سنن ابن ماجہ وغیرہ کی حدیث میں حضرت مسیح بن مریم علیہما السلام کے نزول کے وقت کی حالت یوں بیان کی گئی ہے کہ (اس وقت مسلمان اپنے امام کی اقتداء میں نماز کی صفیں درست کر رہے ہوں گے) تو اچانک عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے، جب مسلمانوں کے امیر آپ کو دیکھیں گے تو آپ سے عرض کریں گے اے اللہ کے نبی آیئے آپ نماز کی امامت فرمائیں، تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے "لا، ان بعضکم علی بعض امراء تکرمۃ اللہ لھذہ الامۃ" نہیں (بلکہ آپ ہی امامت کروائیں) کیونکہ تم میں سے بعض کو دوسرے بعض پر امیر بنایا گیا ہے، یہ اللہ کی طرف سے اس امت (یعنی امت محمدیہ) کی عزت افزائی ہے۔ (صحیح مسلم، باب نزول عیسیٰ بن مریم حاکماً بشریعۃ نبینا محمد ﷺ)

نیز دیکھیں سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر 4077، باب فتنۃ الدجال و خروج عیسی بن مریم، اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے نزول کے بعد سب سے پہلی نماز امت محمدیہ کے اس وقت کے امیر اور امام کی اقتداء میں ادا فرمائیں گے (اس کے بعد آپ نمازوں کی امامت بھی کروائیں گے جیسا کہ دوسری احادیث سے پتہ چلتا ہے)۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد سب سے پہلی نماز کس کی اقتداء میں ادا فرمائیں گے؟

صحیح مسلم کی اس روایت میں یہ ذکر نہیں کہ اس وقت مسلمانوں کے وہ کون امیر ہوں گے جن کی اقتداء میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نماز ادا فرمائیں گے، لیکن دوسری روایات میں اس کی تصریح بھی ہے، حافظ ابن القیم نے اپنی سند کے ساتھ یہی روایت یوں نقل کی ہے:

"......فیقول امیرھم المھدی تعال صل بنا......" مسلمانوں کے امیر حضرت مہدی علیہ الرضوان آپ سے عرض کریں گے کہ آئیں نماز پڑھائیں......الخ۔ (المنار المنیف فی الصحیح والضعیف، صفحہ 147)

اسی طرح امام ابوعمرو عثمان بن سعید الدانیؒ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے واسطے سے اسی قسم کی ایک روایت نقل کی ہے جس کے اندر یہ الفاظ ہیں:

"......ینزل علی المھدی فیقال لہ تقدم یا نبی اللہ فصل لنا ......" حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت مہدی کی موجودگی میں نازل ہوں گے تو آپ سے عرض کیا جائے گا کہ اے اللہ کے نبی آگے بڑھیں اور ہمیں نماز پڑھائیں...... الی آخر الحدیث۔ (السنن الواردۃ فی الفتن وغوائلھا والساعۃ واشراطھا، جلد 1، صفحات 1236 تا 1237)

ان روایات سے ایک تو یہ معلوم ہوگیا کہ صحیح بخاری وغیرہ کی احادیث میں جو یہ الفاظ ہیں "وامامکم منکم" ان کا مطلب یہ نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں میں سے ایک امام پیدا ہوں گے، بلکہ اس کا یہ معنی ہے کہ جب آپ کا نزول ہوگا تو اس وقت مسلمانوں کا امام انہی میں سے ایک شخصیت ہوگی جس کی وضاحت صحیح مسلم کی حدیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی یہ بیان ہوئی کہ تمہارے امام تمہی میں سے بنائے گئے ہیں، اور پھر دوسری روایات سے یہ بھی پتہ چل گیا کہ مسلمانوں کے وہ امام حضرت مہدی علیہ الرضوان ہوں گے۔ اس سے مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ بھی غلط ثابت ہوگیا کہ حضرت عیسیٰ بن مریم اور حضرت مہدی علیہ الرضوان دونوں ایک ہی شخصیت ہیں، کیونکہ امام اور مقتدی ایک ہی شخصیت نہیں ہوسکتے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوسرے امام کے پیچھے نماز ادا کرنے کا اقرار خود مرزا قادیانی نے بھی کیا ہے، اس سے کسی نے سوال کیا کہ آپ نماز کیوں نہیں پڑھاتے؟ تو اس نے جواب دیا:

”حدیث میں آیا ہے کہ مسیح جو آنے والا ہے وہ دوسروں کے پیچھے نماز پڑھے گا۔“ (ملفوظات، جلد3، صفحہ 444)

یقیناً مرزا قادیانی کا اشارہ صحیح مسلم وغیرہ کی انہی احادیث کی طرف ہے جو ہم نے نقل کی ہیں، ورنہ مرزا قادیانی کی جماعت سے ہمارا مطالبہ ہے کہ وہ احادیث پیش کی جائیں جن کے اندر بقول مرزا قادیانی یہ بیان ہے کہ آنے والا مسیح دوسروں کے پیچھے نماز پڑھے گا۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ اور رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام

مرزا قادیانی نے شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ پر بھی یہ جھوٹ بولا کہ وہ بھی وفات مسیح کے قائل ہیں، ہم پہلے اجماع امت کے حوالوں میں امام ابن تیمیہؒ کی یہ تحریر پیش کرچکے ہیں: ”واجمعت الأمة علی أن اللّٰہ عزوجل رفع عیسیٰ الی السماء“ امت کا اس پر اجماع ہے کہ اللہ عزوجل نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا۔ (بیان تلبیس الجھمیة، جلد4، صفحہ 457)

جب امام تیمیہؒ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے پر امت کا اجماع نقل فرمارہے ہیں تو وہ اس اجماع کے مخالف عقیدہ کیسے رکھ سکتے ہیں؟

اگر اب بھی امام ابن تیمیہؒ کے عقیدہ کے بارے میں کسی کو شک ہے تو وہ اُن کی یہ تحریر آنکھیں کھول کر پڑھے، وہ اپنے رسالہ زیارت القبور میں لکھتے ہیں: ”وعیسیٰ علیہ السلام اذا نزل من السماء انما یحکم فیھم بکتاب ربھم وسنة نبیھم .... والنبی ﷺ قد أخبرھم بنزول عیسیٰ من السماء“ عیسیٰ علیہ السلام جب آسمان سے نازل ہوں گے تو مسلمانوں میں ان کے رب کی کتاب اور ان کے نبی کی سنت کے مطابق فیصلے فرمائیں گے...... نبی ﷺ نے یہ خبر دی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے۔ (زیارت القبور والاستنجاد بالمقبور، صفحہ 49، دار الصحابة للتراث، مصر)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں: ”لکن عیسیٰ صعد الی السماء بروحه وجسده“ عیسیٰ علیہ السلام روح اور جسم کے ساتھ آسمان کی طرف چڑھ گئے۔ (مجموعة الفتاوی، جلد4، صفحہ 329، طبع سعودیہ)

اب بھی کوئی احمق یہ کہے کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ وفات مسیح کے قائل ہیں تو اس کے بارے میں ہم صرف اتنا ہی کہیں گے کہ لعنة اللّٰہ علی الکاذبین.

ابن تیمیہؒ اور [توفی] کی تین اقسام

چونکہ مرزا قادیانی نے امام ابن تیمیہؒ کے بارے میں فاضل، محدث اور مفسر جیسے الفاظ لکھے ہیں تو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان کی ایک اور عبارت بھی یہاں پیش کردی جائے، جس میں جماعت مرزائیہ کے بہت سے شکوک وشبہات کا جواب بھی آگیا ہے، امام ابن تیمیہؒ سورة النساء کی آیات 157، 158 نقل کرکے آگے لکھتے ہیں: ”بیان أن اللّٰہ رفعه حیاً وسلّمه من القتل، وبیّن أنھم یؤمنون به قبل ان یموت، وکذلک قوله ومطھرک من اللذین کفروا ولو مات لم یکن فرق بینه وبین غیرہ، ولفظ التوفّی فی لغة العرب معناہ: الاستیفاء والقبض، وذلک ثلاثة انواع، أحدھا: توفی النوم، والثانی: توفی الموت، والثالث: توفی الروح والبدن جمیعاً، فانه بذلک خرج عن حال أھل الارض اللذین یحتاجون الی الأکل والشرب واللباس والنوم ویخرج منھم الغائط والبول، والمسیح علیه السلام توفاہ اللّٰہ، وھو فی السماء الثانیة الی أن ینزل الی الارض، لیست حاله کحالة اھل الارض فی الاکل والشرب واللباس والنوم والغائط والبول ونحو ذلک“ ترجمہ: ان آیات میں (یعنی سورة النساء کی آیات 157 تا 159 میں) اس بات کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو زندہ اٹھالیا اور قتل سے محفوظ رکھا اور یہ بیان کیا کہ وہ (یعنی اہل کتاب) ان کی موت سے پہلے ان پر ایمان لائیں گے، اسی طرح یہ فرمایا کہ اے عیسیٰ! میں آپ کو کافروں سے پاک کرنے والا ہوں، تو اگر ان کی موت ہوگئی ہوتی تو پھر آپ میں اور دوسروں میں فرق کیا رہا؟ اور لفظ [توفی] کا معنی لغت عرب میں ہوتا ہے کسی چیز کا پورا پورا لینا اور قبضہ میں کرنا، اس کی تین قسمیں ہیں، ایک: نیند، دوسری: موت، تیسری: روح اور بدن دونوں کا قبضہ میں لینا۔ پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام (اس تیسری قسم) سے زمین والوں کے حال سے نکل گئے جو کھانے پینے، لباس، سونے، اور بول وبراز کے محتاج ہوتے ہیں، مسیح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے (روح وبدن کے ساتھ) لے لیا اور وہ اس وقت دوسرے آسمان میں ہیں یہاں تک کہ آپ کا زمین پر نزول ہوگا، وہاں (آسمان پر) ان کی حالت زمین والوں جیسی نہیں کہ انہیں کھانے، پینے، لباس اور بول وبراز کی حاجت ہو۔ (الجواب الصحیح لمن بدّل دین المسیح، جلد4، صفحہ 38، دار العاصمة. السعودیة)

مرزا قادیانی تو امام ابن تیمیہؒ کے بارے میں جھوٹ بول کر دنیا سے چلا گیا، ہم اس کی جماعت کو کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے جنہیں فاضل، محدث اور مفسر اور اپنے وقت کے امام جیسے القاب سے یاد کیا ان کی یہ تحریر غور سے پڑھو اور اپنے غلط عقیدے پر غور کرو۔ (جاری ہے)

توہین رسالت کا جھوٹا الزام لگانے پر بھی وہی سزا ملے گی، قانون بن گیا

ترمیم کے تحت توہین اہل بیت بھی جرم قرار دیا جائے گا، جسٹس شوکت صدیقی جج اسلام آباد ہائیکورٹ

اسلام آباد (خبرنگار، این این آئی) اسلام آباد ہائیکورٹ کے جج شوکت عزیز صدیقی نے سوشل میڈیا پر گستاخانہ مواد کے حوالے سے عمل درآمد کیس کی سماعت کے دوران ریمارکس دیئے ہیں کہ ترمیمی مسودے میں توہین رسالت کا جھوٹا الزام لگانے والا بھی توہین کا مرتکب تصور ہوگا۔ قانون بن گیا اور یہ کام بھی عدالت نے ہی کروایا ہے، انہوں نے حکومتی اقدامات پر اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے سماعت ۱۶/ مارچ تک ملتوی کردی، جمعہ کو جسٹس شوکت عزیز صدیقی نے کیس کی سماعت کی تو ایڈووکیٹ جنرل اسلام آباد میاں عبدالرؤف، اسپیشل سیکریٹری وزارت داخلہ رضوان ملک، انسپکٹر ایف آئی اے ضیاء الحسن، پیمرا کے وکیل ذیشان حیدر گوندل اور ڈپٹی اٹارنی جنرل ارشد محمود کیانی پیش ہوئے، اس موقع پر پیمرا، پی ٹی اے، وزارت داخلہ اور وزارت قانون نے رپورٹس پیش کیں، سماعت کے دوران ڈپٹی اٹارنی جنرل نے موقف اختیار کیا کہ عدالتی حکم پر الیکٹرانک کرائم بل ۲۰۱۶ء میں تبدیلی کی جارہی ہے، انہوں نے قانون میں تبدیلی کا مسودہ بھی عدالت میں پیش کیا، عدالت نے حکم دیا کہ ترمیمی مسودے میں توہین رسالت کا جھوٹا الزام لگانے والا بھی توہین کا مرتکب تصور ہوگا، قانونی ترمیم کے تحت توہین اہل بیت بھی جرم قرار دیا جائے گا، فاضل جسٹس شوکت عزیز صدیقی نے ریمارکس دیئے کہ اس قانون کا سہرا اسلام آباد ہائیکورٹ کے سر ہے، میڈیا محض تنقید کی بجائے عدالتوں کے اچھے کام کا بھی کریڈٹ دے، ڈرافٹ پر بحث اور ترامیم کی منظوری مقننہ کا کام ہے، تعزیرات پاکستان کی متعلقہ شقوں میں بھی ترامیم کی ضرورت ہے، لہٰذا وزارت قانون کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ اس پر کارروائی کرے، دوران سماعت وزارت داخلہ کے اسپیشل سیکریٹری نے سوشل میڈیا سے گستاخانہ مواد ہٹانے کے لئے اٹھائے گئے اقدامات پر بھی رپورٹ پیش کی، ڈی جی پی ٹی اے نے عدالت کو بتایا کہ عدالت کے احکامات پر گستاخانہ مواد کی حامل ۲۳۵۵۸ ویب سائٹس بلاک کردی ہیں جبکہ ۷ لاکھ ۶۳ ہزار ۲۰۲ فحش ویب لنکس کو بھی بلاک کردیا گیا ہے، مزید ویب سائٹس پر فائر وال لگانے کے لئے اظہار دلچسپی کا اشتہار دیا گیا ہے تاکہ غیر اخلاقی ویب سائٹس کو پاکستان میں مکمل طور پر روکا جاسکے، اس موقع پر پیمرا کی جانب سے بھی رپورٹ پیش کی گئی، پیمرا کے وکیل نے کہا کہ ٹی وی چینلز پر مارننگ شو کے حوالے سے پیمرا شکایات کونسل میں متعدد شکایات زیرغور ہیں، جسٹس شوکت عزیز صدیقی نے ریمارکس دیئے کہ ۳۱/ مارچ ۲۰۱۷ء کے عدالتی فیصلے پر عملدرآمد سے متعلق حکام نے سنجیدہ اقدام اٹھانے شروع کردیئے ہیں۔

(روزنامہ جنگ کراچی، ۱۷/فروری ۲۰۱۸ء)

مولانا محمد حسین ملا بہاریؒ کا "عصائے کلیمی"

(دارالعلوم دیوبند میں دورۂ حدیث کے لئے) ہمارا داخلہ امتحان حضرت مولانا محمد حسین ملا بہاریؒ کے ذمہ کیا گیا تھا، مولانا بہاری صاحبؒ "امام المعقولات" سمجھے جاتے تھے، اس لئے ان کا امتحان نسبتاً سخت ہوتا تھا اور جو عصا ساتھ رہتا تھا، بعض دفعہ امتحان دینے والے کی اس "عصائے کلیمی" سے تواضع بھی ہوجاتی تھی، اس لئے لوگ ان کے امتحان سے ویسے بھی گھبراتے تھے، میرے ساتھ ایک اور طالب علم جو غالباً بستی کے تھے امتحان دے رہے تھے، مولانا بہاری صاحبؒ نے زیادہ تر سوالات بیضاوی اور ہدایہ آخرین سے کئے، وہ طالب علم کسی قدر کمزور تھے اس لئے اکثر جواب نہیں دے پائے، عام طور پر اساتذہ طلباء سے مشکل سوالات کے جوابات نہ دینے پر آسان سوال کیا کرتے ہیں، اس کا فائدہ مجھے پہنچ گیا، میں نے تقریباً تمام ہی جوابات درست دے دیئے، مولانا بہاریؒ نے خوشی کا اظہار کیا، جب میں نے کہا کہ میں مولانا قاضی محمد مجاہد الاسلام قاسمی صاحب کا برادر زادہ ہوں تو خاص طور پر خوش ہوئے اور فرمایا کہ جب ہی تو تو جواب دیتا رہا، بہرحال الحمدللہ کرکے میں واپس آیا، مجھے امید تھی کہ میرے نمبر بہت اچھے آئیں گے، جب نتیجہ آیا تو دورۂ حدیث میں میرا داخلہ تو منظور ہوگیا؛ لیکن نمبرات توقع سے کم تھے اور وظیفہ کی سہولت حاصل نہ ہوسکی، چنانچہ میں نے مولانا مجاہد الاسلام قاسمی صاحب کو خط لکھا کہ میرے نمبرات کم آئے ہیں، اس لئے وہ ماہانہ اتنی رقم دے دیا کریں کہ میری ضرورت پوری ہوجائے اور ان شاء اللہ! میں اسے بعد میں ادا کردوں گا۔

قاضی صاحب اسی زمانہ میں ندوہ کے پچاسی سالہ جشن میں آئے تھے، انہوں نے وہیں سے مولانا معراج الحق صاحب (جو اس وقت نائب مہتمم تھے) کو فون کیا اور یہ معلوم کرنے کی خواہش کی کہ خالد کا نمبر کم کیوں آیا؟ مولانا معراج الحق صاحب قاضی صاحب کے استاذ بھی تھے اور ان پر بہت شفیق بھی، انہوں نے ریکارڈ نکلوایا تو معلوم ہوا کہ امتحان مولانا بہاری صاحب کے یہاں تھا، انہوں نے مولانا بہاری صاحب سے تحقیق کی کہ اس طالب علم نے کیسا امتحان دیا اور قاضی صاحب کا حوالہ دیا، مولانا بہاری صاحب نے فرمایا کہ میں نے تو اسے (جہاں تک مجھے یاد ہے) بہت اچھے نمبرات دیئے ہیں، ایسا لگتا ہے اس نے زیادہ پیسے منگانے کے لئے یہ حرکت کی، چنانچہ مولانا بہاری صاحب نے میرا کردہ نمبر معلوم کرلیا (باقی صفحہ ۲۲ پر)

ختم نبوت سیمینار، بہاولپور

۷رفروری ۱۹۳۵ء کے حوالے سے پریس کلب بہاول پور میں پُروقار سیمینار

رپورٹ: محمد شفیع چغتائی

بہاولپور..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولپور کے زیر اہتمام ۷رفروری ۱۹۳۵ء کے تاریخ ساز فیصلے کے سلسلہ میں ختم نبوت سیمینار ہوا۔ اس سیمینار کا باقاعدہ آغاز قاری منظور احمد میلسوی کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولپور کے مبلغ مولانا محمد اسحاق ساقی نے مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ ۷رفروری ۱۹۳۵ء کو بہاولپور کی عدالت کے مایہ ناز جج صاحب محمد اکبر خانؒ نے تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں فیصلہ سنایا وہ فیصلہ ۸۳ سال سے جدید نظام عدلیہ میں ختم نبوت کے تحفظ میں مشعل راہ کا کردار ادا کر رہا ہے۔ یہ فیصلہ سرزمین بہاولپور کے لئے بہت بڑا اعزاز ہے۔ نواب صاحب آف ریاست بہاولپور اس مقدمہ کے سلسلہ میں متفکر تھے۔ انہوں نے جج صاحب سے کہا کہ قیامت کے دن مدنی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شرمسار نہ کرنا۔ جج صاحب کی قبر پر آج بھی رحمت برس رہی ہے۔ ختم نبوت کا تحفظ تمام مسلمانوں کا فرض ہے۔ سیمینار میں نقابت کے فرائض صاحبزادہ محمد صہیب نے انجام دیئے۔ مولانا نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جب سے مرزا قادیانی نے دعویٰ کیا ہے ہمارے اکابر اس کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ بہاولپور کے نواب صاحب مبارکباد کے مستحق ہیں کہ یہ فیصلہ بارش کا پہلا قطرہ ثابت ہوا۔ حلف نامہ کی تبدیلی میں جن لوگوں کا ہاتھ ہے ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔ راجہ ظفر الحق رپورٹ منظر عام پر لائی جائے۔ محمد اکرم انصاری رہنما تحریک بحالی صوبۂ بہاولپور نے کہا کہ تحفظ ختم نبوت کے لئے ہماری خدمات حاضر ہیں۔ جمعیت اہلحدیث بہاولپور کے صدر مظفر علی ظفر نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ایسی مجالس سے محروم رہ جانا بہت بڑی بدقسمتی ہے۔ حلف نامہ میں تبدیلی کرنے والے بدقسمت لوگ ہیں۔ عقیدۂ ختم نبوت پورا ایمان ہے۔ میں اسحاق ساقی کی کوششوں کو سراہتا ہوں۔ ہم تحفظ ختم نبوت کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کو تیار ہیں۔ جماعت اسلامی کے حکیم اکرام الحق فاروقی نے کہا کہ ختم نبوت کے منکر قیامت تک ابتر ہوں گے، جب بھی کسی نے ختم نبوت کی چادر چھیڑنے کی کوشش کی، اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے ذریعہ حفاظت کی۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا مہر علی شاہ گولڑویؒ، مولانا احمد علی لاہوریؒ کی قیادت میں ۱۹۵۳ء میں تحریک چلی۔ ۱۹۷۴ء میں ایک گھنٹہ میں مرزائیوں کا ناطقہ بند کر دیا گیا، ہم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ ہیں۔ جماعت اہلسنت کے پروفیسر عون محمد سعیدی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پوری امت تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں متحد ہے۔ ختم نبوت کا مسئلہ بہت مرتبے والا ہے جس کی خاطر جان کی قربانی دی جائے تو سعادت ہے۔ نبوت کا دعویٰ کرنے والا شیطان ہے، جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے اس کا سر قلم کر دیا جائے۔ سنی علماء کونسل کے صدر مفتی ارشاد احمد نے کہا کہ ۷رفروری کا دن تاریخی دن ہے، اس دن سرزمین بہاولپور میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا فیصلہ ہوا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی حفاظت سے ہماری حفاظت ہوگی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات قیامت تک رہیں گے۔ ختم نبوت کا معجزہ بھی قیامت تک رہے گا۔ یہ ہمارے لئے سعادت ہے کہ ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے سپاہی ہیں۔ ممتاز وکیل ظفر اقبال اعوان نے کہا کہ میری کیا مجال ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے بارے میں کچھ کہوں۔ تحفظ ختم نبوت کے بارے میں سب سے پہلے فیصلہ بہاولپور میں ہوا اس پر ہمیں فخر ہے۔ قادیانیوں کو سب سے پہلے اقلیت قرار دینے والے جج محمد اکبر خان مرحوم تھے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک میں بہاولپور میں سب سے کم عمر قیدی میں تھا۔ مولانا مفتی محمودؒ، شاہ احمد نورانیؒ، کوثر نیازی اور شہید بھٹو کو قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے پر خراج عقیدت پیش کرتا ہوں۔ ہم سب متحد ہو کر قادیانی فتنے کا مقابلہ کریں۔ اللہ تعالیٰ پاکستان کی حفاظت فرمائے۔ آمین۔ اس موقع پر حافظ محمد عمر اسامہ نے آزاد کشمیر اسمبلی میں تحفظ ختم نبوت کی قرارداد پاس ہونے پر صدر آزاد کشمیر و وزیر اعظم آزاد کشمیر کو مبارکباد پیش کی۔ جمعیت علماء اسلام کے راہنما مولانا سیّد مظہر شاہ اسعدی نے ختم نبوت سیمینار کے انعقاد پر مولانا

اسحاق ساقی کو مبارکباد پیش کی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں دو مقصد کے لئے پیدا کیا ہے، ایک دعوت اور دوسری تاریخی ورثہ کی حفاظت علماء کرام نے کبھی حقائق تاریخ کو مسخ نہیں ہونے دیا۔ قادیانی شر کو بھانپنے کا اعزاز علماء لدھیانہ کو ہوا اور اس کے لئے دینی حمیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے پوری وحدت کے ساتھ کام کیا۔ جج محمد اکبر خانؒ کا فیصلہ بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے، ہم ان کو خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔ سیّد انور شاہ کشمیریؒ نے فرمایا کہ: ”میری بخشش کے لئے یہ فیصلہ کافی ہے“ ہم خدا کی دھرتی پر کائنات کے خلاق کا نظام نافذ کریں گے۔ ختم نبوت موومنٹ کے قاری غلام یٰسین صدیقی نے کہا کہ تحفظ ختم نبوت کے لئے کام کرنے والوں کے ساتھ ہیں۔ بہاولپور شہر کو یہ شرف حاصل ہے کہ یہاں مرزائیوں کو سب سے پہلے اقلیت قرار دیا گیا۔ ممتاز سیاستدان سیّد تابش الوری نے کہا کہ بہاولپور کو یہ انفرادیت اور عظمت حاصل ہے کہ قادیانیت اور ختم نبوت کے حوالے سے ایک عظیم فیصلہ ہوا کہ رہتی دنیا تک ایک حوالے سے قائم رہے گا جو ”مقدمۂ بہاولپور“ کے نام سے جانا جاتا ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ہمیں تجدید عہد کا موقع دیا، اس تحریک نے پورے عالم اسلام کی راہنمائی کا حق ادا کیا، اسلام دشمن عناصر پاکستان میں متحرک ہیں اور نظریہ پاکستان کے خلاف ہیں وہ پاکستان کو سیکولر اسٹیٹ بنانے کے درپے ہیں۔ یہ وہی عناصر ہیں جنہوں نے حال ہی میں سازش کی، پوری قوم کا مطالبہ ہے کہ جو شخصیات اس میں ملوث ہیں ان کو بے نقاب کیا جائے، کیونکہ اس سے پوری امت مسلمہ تشویش میں مبتلا ہے۔ ہم تحفظ ختم نبوت کے لئے آخری وقت تک کوشاں رہیں گے۔ حافظ سعد اللہ نے نعت پڑھی، مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کہا کہ یہ خوشی کی بات ہے کہ ہم ۸۳ سال پہلے ہونے والے فیصلہ کی یادمنا رہے ہیں۔ عبدالرزاق قادیانی برملا کہتا تھا کہ میری پشت پر قادیان کا پورا خزانہ ہے۔ اس مقدمہ کے سلسلہ میں حضرت مولانا سیّد انور شاہ کشمیریؒ بیماری و پیری کے عالم میں بہاولپور تشریف لائے۔ علامہ رحمت اللہ ارشدؒ نے کہا تھا کہ حضرت شاہ صاحبؒ نے فرمایا تھا کہ اس ناچیز کو چھ لاکھ احادیث یاد ہیں۔ قادیانی، قرآن و حدیث کا منکر ہے ۷؍فروری ۱۹۳۵ء کے بڑے فیصلے پر ہم عظیم جج محمد اکبر خانؒ، سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا سیّد انور شاہ کشمیریؒ، مولانا محمد صادقؒ اور نواب صادق عباسیؒ سمیت تمام کرداروں کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ ختم نبوت کا عقیدہ سدا بہار ہے۔ ممتاز عالم دین مولانا عبدالکریم ندیم مہمان خصوصی نے اس موقع پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ جج اکبر خانؒ سے اللہ تعالیٰ نے بڑا کام لیا۔ ۷؍فروری کا دن تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں اہم دن ہے، اسے ہر سال یوم ختم نبوت کے طور پر منایا جائے۔ مولانا شمس الدین انصاری کی دعا سے سیمینار اختتام پذیر ہوا۔ ممتاز علماء کرام، صحافیوں اور شہریوں نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔

☆☆..............☆☆

بقیہ: مولانا محمد حسین ملا بہاریؒ

اور اگلے روز فجر کے معاً بعد ڈنڈا لے کر وارد کمرہ ہوئے، آتے ہی پوچھا کہ ”خالد سیف اللہ کون ہے؟“ ہاتھ میں لاٹھی اور اوپر سے چہرہ غضب ناک! میں سہم کر کھڑا ہو گیا اور عرض کیا کہ خالد تو میرا ہی نام ہے، انہوں نے کچھ پوچھے بغیر پہلے تو دو ڈنڈے رسید کئے، ٹھنڈک کا موسم، جسم پر سویٹر نہ صدری، اور میں پتلا دبلا نحیف طالب علم، میرا تو حال برا تھا، انہوں نے ڈانٹنا شروع کر دیا کہ تم نے مولوی مجاہد کو کیا لکھ دیا؟ گھر سے پیسہ منگانے کے لئے جھوٹ بولتے ہو؟ میں نے بڑی مشکل سے بتایا کہ میں نے کسی کو کوئی شکایت نہیں لکھی ہے، صرف اپنی پریشانی کو ذکر کیا ہے، مولانا کا جلال ذرا کم ہوا تو انہوں نے پوری بات سنی اور افسوس کرنے لگے کہ اس بار جتنے طلباء نے میرے پاس امتحان دیا تھا، بلا شبہ ان میں سب سے بہتر امتحان تم نے ہی دیا ہے۔ پھر اگلی گھنٹی میں مجھے لے کر دفتر تعلیمات پہنچے جہاں مولانا سیّد محمد انظر شاہ صاحب کشمیری اور تعلیمات کے محرر منشی عزیز مرحوم موجود تھے، مولانا بہاری صاحب نے میرا فارم نکلوایا، پھر دیکھ کر کہنے لگے: میں نے تو اسے اچھے نمبرات دیئے ہیں، پھر مجموعی نمبر کیوں کم ہو گیا؟ اصل میں عمر زیادہ، بینائی کمزور اور لکھنے میں کسی قدر رعشہ، اس کی وجہ سے ایک خانہ کا نمبر دوسرے خانہ میں چلا گیا تھا اور ایک مضمون کا نمبر ہی درج نہیں تھا، جب انہیں یہ بتایا گیا تو شاہ صاحب سے (جو ان کے شاگرد بھی تھے) کہنے لگے کہ اس لڑکے نے بہت اچھا امتحان دیا تھا میں نے اپنی دانست میں اس کو سب سے زیادہ نمبر دیا ہے اور یہ نمبر رعایتاً نہیں دیا گیا ہے، اس لئے میں اس کو ٹھیک کرنا چاہتا ہوں، شاہ صاحب نے اصولی بات کہی کہ حضرت! اب تو فارم دفتر میں داخل ہو چکا ہے، نیز ساری کارروائی ہو گئی ہے اب اس میں کیسے اضافہ ہو سکتا ہے؟ کافی دیر تک اس پر دونوں بزرگوں میں بحث ہوتی رہی مولانا بہاری صاحب انہیں ڈانٹتے اور ”تم تمہارے“ سے خطاب کرتے اور شاہ صاحب اپنے مخصوص انداز میں ہنس ہنس کر نرمی سے جواب دیتے اور استاذ کے احترام میں بھی کوئی فرق نہ آنے دیتے، آخر مولانا بہاری صاحب کا جلال بڑھا اور انہوں نے شاہ صاحب پر ایک ڈنڈا لگاتے ہوئے فارم ان کے ہاتھ سے کھینچا، منشی صاحب سے پوچھ کر خالی خانہ میں نمبر ڈال دیا اور دوبارہ جمع کرا کر اس پر دستخط کر دیا۔“.... (الغرض اب جب دارالعلوم دیوبند میں دورۂ حدیث میں ہمارا داخلہ ہو گیا تو) چند ہی دن میں نظام الاسباق آ گیا، ہم لوگوں کا طحاوی کا سبق (مولانا سیّد محمد انظر) شاہ صاحب (کشمیری) کے یہاں گیا، یہ سبق عشاء کے بعد ہوتا تھا اور ٹھنڈک کی وجہ سے طلباء حسب گنجائش ٹھنڈک کی مناسبت سے کپڑے پہن اوڑھ کر درس گاہ میں جاتے تھے، بعض تو ایسے صاحب توفیق تھے کہ کمبل اور لحاف ہی اوڑھ کر چلے جاتے تھے۔“ (وہ جو بیچتے تھے دوائے دل 556 تا 559، از: مولانا خالد سیف اللہ رحمانی)

ایک عظیم علمی، ادبی، سوانحی اور تاریخی شاہکار دستاویز

چمنستانِ ختمِ نبوّت کے گلہائے رنگا رنگ

ایسے ۹۴۴ نفوسِ قدسیہ کا تذکرہ وسوانح، حالات وحکایات
جنہوں نے عقیدہ ختم نبوت کے لئے خدمات سرانجام دیں۔

ترتیب
شاہینِ ختمِ نبوّت
مولانا اللہ وسایا حفظہ اللہ

تین جلدوں کا مکمل سیٹ
قیمت صرف 500 روپے

عالمی مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوّت
حضوری باغ روڈ، ملتان پاکستان 061-4783486